اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

مشکوۃ

MONTHLY MISHKAT

MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA

BHARAT

جلد 7 | جون 2023 - احسان 1402 - ذی القعدۃ/ ذی الحجہ 1444 | شمارہ 06

اس شمارہ میں خاص

- حضرت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ کرام کی تبلیغی مہمات
- خلافت وحدت کی ضامن ہے
- حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کرام کی تبلیغی مہمات

وقار عمل مجلس اطفال الاحمدیہ ڈڑے والی گورداسپور

ایسٹ گوداوری کے خدام عید الفطر پر شیرینی تقسیم کرتے ہوئے

ایسٹ گوداوری کے خدام عید الفطر پر اجتماعی دعا کرتے ہوئے

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھوونیشور

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ٹوٹی کورن

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ حیدر آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ

مشکوٰۃ

MONTHLY MISHKAT

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہوسکتی"

(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: کے طارق احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
تبریز احمد سلیجہ، اطہر احمد شمیم
ریحان احمد شیخ، محمد کاشف خالد

مینیجر
سید عبدالہادی

مجلس ادارت
بلال احمد آہنگر، مرشد احمد ڈار
عمر عبدالقدیر، ناصر الدین حامد
صالح احمد، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیّر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور
سید حارث احمد، مجاہد احمد سلیجہ

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک ₹ 220
بیرون ملک $ 150
قیمت فی پرچہ ₹ 20

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی / کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	3
خلاصہ خطبات جمعہ ماہِ اپریل 2023ء	4
حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی تبلیغی مہمات	9
خلافت وحدت کی ضامن ہے	14
حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کرام کی تبلیغی مہمات	22
بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 40)	27
بزم اطفال	32
Diary Dose	33
فتاویٰ مصلح موعودؓ / گوشۂ ادب	36
Mishkat Archives	37
Summary of the Friday Sermon on 14 April 2023	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو

دعوت الی اللہ کا فریضہ سب سے اہم اور مقدس فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (سورۃ حٰم السجدہ آیت ۳۴) اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

دعوت الی اللہ کے لئے شیریں بیانی، حکمت اور عمل صالح کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون جیسے جابر و ظالم بادشاہ کے سامنے نرم گفتاری کی تعلیم دی۔ مبلغ اعظم حضرت نبی کریمؐ نے دعوت الی اللہ کے قیمتی گُر ہمیں سکھائے۔ آپ نے بتدریج عرب لوگوں کی سخت اور سنگلاخ زمین کو ہموار کیا۔ پھر اس میں تخم ریزی فرمائی۔ عرب کے بیابانی ملک میں جو عظیم انقلاب رونما ہوا اس میں آپ ﷺ کے اعمال صالحہ کارفرما نظر آتے ہیں۔ سخت سے سخت دشمن بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اِنَّا لَا نُکَذِّبُکَ وَلٰکِنۡ نُّکَذِّبُ مَا جِئۡتَ بِہٖ یعنی ہم آپ کو نہیں جھٹلا رہے ہیں بلکہ اس پیغام کو جھٹلا رہے ہیں جس کو لیکر آپ آئے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ دعویٰ کہ پیغام غلط ہے بالکل بے بنیاد تھا۔ یہ وہ پیغام تھا جو ان وحشی صفتوں کو انسان اور پھر انسان سے باخدا انسان اور خدا نما بنانے آیا تھا۔ اور فی الواقعہ ایسا ہی ہوا۔

آنحضرت ﷺ نے تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جو نصیحت حضرت علیؓ کو فرمائی تھی وہی ہمارے لئے بھی ایک سنہری نصیحت ہے۔ آپ ﷺ نے ایک موقعہ پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۱۹)

ایک اور جگہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہوجاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۵۶۳)

پس نوجوانانِ احمدیت اگر اپنی عمروں کو بڑھانا چاہتے ہیں تو انکو تبلیغ کے میدان میں کود جانا چاہئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے فرمائے ہیں انکی تکمیل میں اپنا حصہ ڈال کر دنیا و آخرت کی حسنات کا وارث بننا چاہئے۔ تبلیغ کی جو شمع قرون اولیٰ میں فروزاں ہوئی اور جس کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ اور انکے اصحاب نے اپنے سینوں میں جلائے رکھا اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس شمع ہدایت کے امین اس دور میں احمدی نوجوانوں کو قرار دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ تمام خدام احمدیت تمام عالم میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرینگے اور اسکے لئے ہمہ وقت اپنے تن من دھن کے ساتھ کوشاں رہیں گے۔ خدامِ احمدیت اپنے بانی حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر کو اپنا ہدف بنائیں گے کہ

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں

(نیاز احمد نائک)

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ

(الشوریٰ:24)

ترجمہ: یہ وہی ہے جس کی اللہ اپنے اُن بندوں کو خوشخبری دیتا رہا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے۔ تُو کہہ دے مَیں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، ہاں تم آپس میں اقرباء کی سی محبت پیدا کرو۔ اور جو کسی (معدوم) نیکی کو اُجاگر کرتا ہے ہم اس میں اسکے لئے مزید حُسن پیدا کر دیں گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بہت ہی شکر قبول کرنے والا ہے۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر 6601)

ایک اور مقام پر فرمایا: جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

(مسلم، ص 1072، حدیث: 6598)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”روایات میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص ھبار بن اسود نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ اس وقت حاملہ تھیں۔ حملہ کی وجہ سے آپ کا حمل بھی ضائع ہو گیا۔ زخمی بھی ہوئیں، چوٹ لگی اور اس چوٹ کی وجہ سے آپ کی وفات بھی ہو گئی۔ اس جرم کی وجہ سے ھبار کے لئے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے ڈر کر فرار ہو گیا تھا لیکن مجھے آپ کا عفو اور رحم واپس لے آیا ہے۔ اے خدا کے نبی! ہم جاہل تھے، مشرک تھے، خدا نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ مَیں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس میری جہالت سے صَرف نظر فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو معاف فرما دیا اور فرمایا کہ جاؤ اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ اصلاح ہو گئی ہے تو اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیا۔“ (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۲۳ ستمبر ۲۰۱۶ء)

حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۶-۱۲۷۔ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 07 اپریل 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یوکے

اسلام: کامل مذہب-قرآن: کامل کتاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر دین و شریعت کو کامل اور مکمل کیا تو قرآن کریم میں یہ اعلان فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کہ آج کے دن مَیں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور مَیں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُن کے لیے ایک کامل اور مکمل شریعت عطا فرمائی۔ یہ دعویٰ صرف اسلام کا ہے کسی دوسرے مذہب کا نہیں کہ اب آخری دین اسلام ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہئے تو اسلام قبول کئے بغیر اس کی تعلیم پر عمل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اِس تعلیم کے متعلق اَکْمَلْتُ کا اعلان فرماتا ہے تو اُس کا مطلب ہے کہ انسان کی تمام تر صلاحیتیں خواہ اخلاقی، روحانی یا جسمانی ہوں اِن کا حصول قرآن کریم پر عمل کرنے سے ہی ہوسکتا ہے اور اَتْمَمْتُ کہہ کر یہ اعلان پوری قوت سے فرما دیا کہ جو کچھ بھی انسان کی ضروریات تھیں اُن کو ہر لحاظ سے پورا کرنے والا صرف قرآن کریم ہے، کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا قرآن کریم نے احاطہ نہ کیا ہو چاہے وہ انسان کی مادی ضروریات ہیں یا روحانی اور اخلاقی معیاروں کو حاصل کرنے کے ذرائع اور طریقے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کی وضاحت کے لیے یہ بھی اعلان فرمایا کہ اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا مقصد بھی پورا ہو گیا اور آپؐ ہی وہ کامل اور آخری نبی ہیں جن پر اِس کمال درجہ کی شریعت نازل ہوئی۔

آپؑ نے اپنے لٹریچر، تحریرات اور کتب میں ہر جگہ یہ فرمایا ہے کہ مَیں آنحضرتؐ کی غلامی میں آپؐ کی شریعت اور دین اور قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے آیا ہوں۔ یہی کام ہے جسے آپؑ نے سرانجام دیا اور اِسی کے جاری رکھنے کے لیے جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور یہی کام ہے جو جماعت احمدیہ آپؑ کے دیے ہوئے لٹریچر اور آپؑ کی بیان کردہ قرآنی تفسیر کے مطابق کر رہی ہے اور اس بات پر ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اِس مقصد کو ہم کس حد تک پورا کر رہے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا: دس شرائطِ بیعت میں بھی یہ بات شامل ہے کہ قرآن کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کروں گا۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس رمضان میں اس ہدایت پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لے تو نہ صرف ہم اپنی روحانیت میں ترقی کرنے والے ہوں گے بلکہ ہمارا معاشرہ بھی جنت نظیر معاشرہ بن جائے گا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے رمضان میں دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کے مخالفین کے شر سے بچنے کے لیے خاص طور پر دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر شریر کے ہاتھ کو روکے اور ان کی پکڑ کے سامان فرمائے۔ نیز دنیا کے عمومی حالات اور فلسطین کے مسلمانوں کے لیے بھی خصوصی دعاؤں کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ظالموں کے ظلم سے بچائے۔

فرمودہ 14 اپریل 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یو کے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ - دنیا کے عمومی امن کیلئے دعا کی تحریک

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وہ کلمہ ہے جو توحید کی بنیاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو آگ پر حرام کر دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اُس کی طرف جھکتے ہوئے اپنی توجہ کو خالص اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے انسان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل کلمہ جو میں نے اور پہلے نبیوں نے کہا وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔ پس یہ تعلیم تمام انبیاء کی ہے لیکن بدقسمتی سے انہی انبیاء کی قوموں نے اس تعلیم کو براہ راست یا بالواسطہ بھول کر شرک کا ذریعہ بنالیا۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں شامل کر کے وہ کامل تعلیم دی جس نے شرک کا بکلی خاتمہ کر دیا اور آپؐ نے توحید کا حقیقی سبق دے کر ہماری دنیا و عاقبت سنوار دی۔ پس اب جو آنحضرتؐ کی حقیقی تعلیم پر عمل کرے گا اور خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے گا وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنے گا اور آنحضرتؐ کی شفاعت سے بھی حصہ پائے گا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے اسلامی احکام کو کھول کر اُن کی گہرائی اور حکمت کے ساتھ ہمیں بتایا۔ جہاں آپؑ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گہرائی کے بارے میں ہمیں بتایا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں بھی ہمیں بتایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمودہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ کی تشریح آپ ہی فرمادی۔ اس میں تین نشانیوں کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ پہلا اَصْلُھَا ثَابِتٌ جس کی جڑیں مضبوطی سے قائم ہیں۔ دوسری نشانی فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ہے کہ اُس کی شاخیں آسمان کی بلندی تک پہنچی ہوئی ہیں۔ تیسری نشانی تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ کہ ہر وقت تازہ پھل دیتی ہے۔ فرمایا کہ اسلام ہی وہ دین ہے جو اس معیار پر پورا اُترتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ کامل ہستی ہے جس سے مدد مانگنے کا حق ہے اور کوئی اور اس کا حق نہیں رکھ سکتا۔ اسی پر قرآن کریم نے زور دیا چنانچہ فرمایا کہ عبادت بھی تیری کرتے ہیں اور تیری عبادت کرنے کے لیے مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ استمداد کا اصل حق اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ دوسرے درجہ پر یہ حق اہل اللہ اور مَردانِ حق کو دیا گیا کہ اُن کی دعاؤں سے بھی مدد ہوتی ہے۔ فرمایا ہم کو نہیں چاہئے کہ کوئی بات اپنی طرف سے بنالیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ارشاد کے اندر اندر رہنا چاہئے۔ اس کا نام صراطِ مستقیم ہے اور یہ امر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بھی بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہیے اور دوسرے حصے سے رسالت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حقیقت کا اظہار ہے۔

رمضان کے آخری عشرے میں ہم لیلۃ القدر کی باتیں کرتے ہیں۔ لیلۃ القدر تو حقیقت میں اس وقت ملتی ہے جب ہم اپنا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرنے کے لیے تیار ہو جائیں، اس پر عمل کرنے والے ہوں اور اسے مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔ یہی وہ حقیقی نشانی ہے جو لیلۃ القدر کے پانے کی نشانی ہے۔ اصل نشانی یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا انقلاب پیدا ہوا۔

بعض جماعتوں نے دعاؤں کے بھی خاص پروگرام میری اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے بنائے ہیں کہ اگر ہم خالص ہو کر تین دن دعائیں کریں تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ظاہر ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے یہ دن گزارنا چاہتے ہیں تو پھر اس عہد کے ساتھ گزارنے ہوں گے کہ اب یہ دن ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں گے۔ پھر یہ

تکلیفیں جو مخالف ہمیں پہنچا رہا ہے ان کو دور کرنے کے لیے خدا تعالیٰ اپنی خاص تائید و نصرت ظاہر فرمائے گا۔ انشاء اللہ

حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ ان دنوں میں دنیا کے عمومی امن و استحکام کیلئے بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم اور فضل فرمائے۔

فرمودہ 21 اپریل 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یو کے

تقویٰ کے حصول کی کوشش

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: رمضان گذر گیا اور بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے رمضان میں عبادت اور اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے منصوبے بنائے ہوں گے لیکن ان پر عمل نہیں کر سکے جس طرح سوچا تھا۔ کئی لوگ اس طرح خط لکھتے ہیں مجھے۔

جمعہ کا دن وہ بابرکت دن ہے جس میں ایسی گھڑی آتی ہے جب دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہوتا ہے۔ پس اگر ہمارے رمضان کے دن اس طرح نہیں بھی گزرے جس طرح ہماری خواہش تھی یا جس طرح ایک مومن کے گزرنے چاہئے تھے تو پھر بھی ہمیں آج یہ عہد کرنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں سے صرف نظر فرماتے ہوئے ہم پر رحمت فرماتے ہوئے ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو مستقل اس طریق پر چلانے والے بن جائیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

پس اگر آج ہم اپنی دعاؤں میں یہ عہد کریں کہ ہم اس رمضان کے بعد بھی اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھاتے رہیں گے اس کے لئے کوشش کریں گے۔ پس اصل چیز تقویٰ ہے۔ اصل چیز مستقل مزاجی سے خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل ہے۔ اصل چیز خدا تعالیٰ کی خشیت اور اس کی رضا کا حصول ہے۔ اگر یہ ہے اور ہم واپس اس دنیاداری کی زندگی میں نہیں چلے گئے جہاں دین، دنیا پر مقدم ہونے کو ہم بھول جائیں تو جو بھی اور جیسی بھی ہم نے عبادتیں اور اپنی اصلاح کی کوشش اس رمضان میں کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرماتے ہوئے ہمیں نوازتا رہے گا۔

تقویٰ ہی وہ مقصد ہے جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے بہت زور دیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ تو بھیجے ہی اس لیے گئے ہیں تا کہ ہمارے تقویٰ کے معیار اونچے ہوں۔ ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا مَیں بھیجا گیا ہوں تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو سو یہی افعال میرے وجود کی علتِ غائی ہیں۔ پس آپؑ کا زمانہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر قائم ہوتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق قیامت تک جاری رہنے والا زمانہ ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ زمانہ خاص طور پر شیطان کے حملوں کا زمانہ ہے اور وہ اپنے تمام حیلوں اور مکروں اور ہتھیاروں سے حملے کر رہا ہے، ایسے میں ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنے کی ضرورت ہے۔ ٹی وی ہو، سوشل میڈیا ہو یا دوسرے پروگرام، بچوں کے سکول یا ان کے پروگرام، ہر جگہ شیطان نے دجال کے ذریعے ایسا جال بُن دیا ہے کہ جس سے اللہ کے فضل کے بغیر بچنا ناممکن ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ فکر تو ہمیں اپنے بچوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ہے۔ اس کے لیے والدین اور جماعتی نظام کو کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے ہر عاقل بالغ احمدی کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہوں گے تب ہی ہم اپنی نسلوں کو شیطان کے ان حملوں سے بچا سکیں گے۔ رمضان کے بعد ہمیں آرام سے بیٹھ نہیں جانا چاہیے، بلکہ اپنے قرآن کے علم اور دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہوتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیری چار دیواری کے اندر ہے اسے مَیں بچاؤں گا۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ نماز ہی وہ شئے ہے جس سے تمام مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور سب بلائیں دُور ہو جاتی ہیں۔

پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں شریروں اور مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ خود پاکستان میں رہنے والے احمدی بھی

اپنے لیے دعا کریں۔ تین چار دن یا ہفتے کی دعائیں نہیں بلکہ مستقل دعائیں کریں۔ اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کا عہد کریں۔ برکینا فاسو، بنگلہ دیش، الجزائر اور دنیا کے ہر ملک کے احمدیوں کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو دشمن کے شر سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے اور دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ان دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین

فرمودہ 28 اپریل 2023ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد یو کے

مشکلات اور تکالیف پر صبر اور دعا کرنے کی تلقین

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض لوگ مجھے پُرزور دلیلوں کے ساتھ لکھتے ہیں کہ پاکستان میں یا کسی اور جگہ جماعت کے حالات پر ہمیں صبر کے بجائے کچھ ردّ عمل دکھانا چاہیے اور حضرت مصلح موعودؓ کی مثالیں دیتے ہیں کہ بعض جگہ آپؓ نے اس کی اجازت دی۔ یہ بالکل غلط باتیں ہیں جو آپؓ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ آپؓ نے قانون کے دائرے میں رہ کر بعض باتیں کیں لیکن بلا سوچے سمجھے بلوائیوں کی طرح جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر کہیں کوئی احتجاج کسی صورت میں ہوا تو وہ خلیفہ وقت کی اجازت کے ماتحت تھا۔ یہ نہیں کہ ہر کوئی افسر لوگوں کو اکٹھا کر کے احتجاج شروع کر دے۔

تقسیم ہند سے پہلے جب انگریزوں کی حکومت تھی اور ہمارے مخالف افسروں نے کوشش کی کہ حضرت مصلح موعودؓ کی تقریروں کو اشتعال انگیز قرار دے کر آپؓ پر ہاتھ ڈالا جائے لیکن ہر دفعہ اس لیے ناکام ہوتے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ مخالفین اور حکومت کے افسران کو اُن کا چہرہ دکھا کر ہمیشہ جماعت کو آخر پر فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کی جماعتوں کا کام صبر اور قانون کی پابندی ہے۔ جب بھی مخالف افسران نے کوشش کی اُن کے منصوبوں پر پانی پھر جاتا تھا۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ آپؓ کوئی ایسی بات کرتے جو اسلام اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو بے شمار جگہ صبر اور دعا کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جن کے پاؤں نازک ہیں اور میرے ساتھ خاردار راستوں پر نہیں چل سکتے وہ بے شک مجھے چھوڑ دیں۔ پس یہ صبر ہی ہے جو دنیا میں جماعت کی انفرادیت قائم کیے ہوئے ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کو ایک انتہائی اہم چیز قرار دیا اور فرمایا کہ یہ انبیاء کی جماعتوں کے اہم ترین اور اولین فرائض میں سے ہے جس کے بغیر کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی اور نہ دنیا کو اپنے پیچھے چلنے پر مجبور کر سکتی ہے اور کوئی جماعت ایسی نہیں گزری جس نے اس فرض کی ادائیگی کے بغیر کامیابی کا منہ دیکھا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کو سامنے رکھتے ہوئے صبر کے تین معنی ہیں۔ پہلا گناہ سے بچنا اور اپنے نفس کو اُس سے روکنا۔ دوسرا نیک اعمال پر استقلال سے قائم رہنا۔ تیسرا جزع فزع سے بچنا۔ پہلے معنے کے رُو سے متواتر اور استقلال کے ساتھ اُن بدیوں سے رُکنا ہے جو اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں اور اُن بدیوں کے لیے تیار رہنا جو آئندہ اُسے کھینچ سکتی ہیں۔ دوسرے معنے کی رُو سے انسان استقلال کے ساتھ اُن نیکیوں پر قائم رہے جو اُسے حاصل ہو چکی ہیں اور اُن کیلئے کوشش کرے جو ابھی اُسے نہیں ملی ہیں۔ یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہیں اور یہ قرب دعاؤں سے ہی مل سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔ اور صبر اور دعا کے ذریعہ سے اللہ سے مدد مانگو اور بے شک فروتنی اختیار کرنے والوں کے سوا دوسروں کے لیے یہ اَمر مشکل ہے۔ اللہ کا خوف رکھنے والے اور عاجزی دکھانے والے ہوں وہی ایسے صبر کا مظاہرہ کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والا ہو۔ پھر فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ۔ اور جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا ہے اور نماز کو عمدگی سے ادا کیا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپ کر بھی اور ظاہر بھی ہماری راہ میں خرچ کیا ہے اور جو بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دُور کرتے رہتے ہیں اُنہی کے لیے اس گھر کا

بہترین انجام مقدر رہے۔ پس صبر مستقل مزاجی، عاجزی اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کا نام ہے۔ یہ اُس وقت ہو گا جب ہم اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق کریں گے اور اپنی زندگیوں کو گزاریں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہمارا مقصود ہو گا۔

اگر ہر احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھ لے تو بہت سے مسائل کا حل ہمارے رویّوں اور دعاؤں سے نکل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر اور دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کے لیے اِن باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

O.A. Nizamutheen
Cell : 9994757172

V.A. Zafarullah Sait
Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

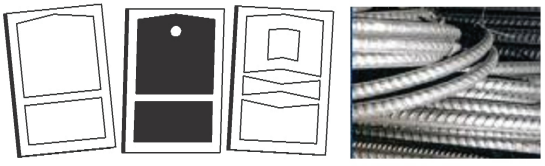

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex,
#51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram,
Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جعَلَ فِيْهَا زَوْ جَيْنِ اثْنَيْن

Kh. Zahoor Ahmad
9906536510

Prop. : Dar Shuaib :
9906566218 / 6005065009

ZAHOOR FRUIT COMPANY

FRUIT COMMISSION AGENTS & ORDER SUPPLIERS

Shop. No. : 220
Fud No. : D-10

FRUIT & VEGETABLE MARKET KULGAM-192231(KMR.)

shoaibahmad54@gmail.com

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS

&

C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفّا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفّا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔“

(کلام امام الزمان)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی تبلیغی مہمات

بلال احمد آہنگر استاد جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک موقع پر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ نے اس قدر صدق دکھایا اور انہوں نے نہ صرف بُت پرستی اور مخلوق پرستی سے ہی منہ موڑا بلکہ درحقیقت ان کے اندر سے دنیا کی طلب ہی مسلوب ہوگئی اور وہ خدا کو دیکھنے لگ گئے۔ وہ نہایت سرگرمی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسے فدا تھے کہ گویا ہر ایک ان میں سے ابراہیم تھا۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 133۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو حکمِ الٰہی کے مطابق دعوت و تبلیغ کے کام کا آغاز نہایت حکمت، تدبر اور تدریج کے ساتھ فرمایا۔ آپ نے ابتداء میں ان لوگوں کے سامنے دعوت پیش کی جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہو چکے تھے اور آپ کے اخلاق اور چالیس سالہ زندگی کے شب و روز سے آگاہ تھے۔ انہوں نے بلا تامل اس دعوت کو قبول کرلیا چنانچہ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، مردوں میں حضرت ابوبکرؓ، غلاموں میں حضرت زیدؓ بن حارثہ اور بچوں میں حضرت علیؓ نے سب سے پہلے قبولیتِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔

تیرہ سالہ مکی دور کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دعوتِ دین کے لئے صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور معاونت کی اور اس ضمن میں پیش آنے والی ہر اذیت، تکلیف اور دکھ کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ دعوتِ دین کے اس مشکل اور کٹھن دور میں رسول اللہؐ کے صحابہ کرامؓ نے تبلیغ کے میدان میں جو مناہج اور اسالیب اختیار فرمائے، ذیل کی سطور میں ان کا ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

مکی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ہر فرد تک انفرادی سطح پر دعوت پہنچانے کا اسلوب اختیار کیا اور یہ حقیقت ہے کہ اگر افراد تک ذاتی سطح پر بات پہنچائی جائے تو اس کا یقیناً اثر ہوتا ہے۔ اس لئے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے بھی اس اندازِ دعوت کو بڑے موثر طریقۂ تبلیغ کے طور پر اپنایا۔ چنانچہ مکی دور کے ابتدائی سالوں میں کئی لوگوں کا صحابہ کرامؓ کی دعوت پر اسلام قبول کرنا اس طریقۂ تبلیغ کی کامیابی کی روشن دلیل ہے۔ علامہ ابن الاثیرؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''ان (ابوبکرؓ) کے ہاتھ پر ایک جماعت جن کو ان کے ساتھ محبت وتعلق تھا، اسلام لائی۔ یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ بزرگ بھی ان کے ہاتھ پر اسلام لائے''۔

(اسد الغابہ، تذکرہ عبداللہ بن عثمان ابوبکر الصدیقؓ، ۳/۲۰۶)

ان تبلیغی مہمات میں صحابیات نے بھی، باوجود اپنی فطری کمزوریوں کے، صحابہ کرامؓ کے شانہ بشانہ کام کیا۔ ان صحابیات میں حضرت

ام شریکؓ دوسہ، حضرت فاطمہ بنت خطابؓ، حضرت ام حکیمؓ بنت حارث، اور حضرت ام سلیمؓ کی تبلیغی سرگرمیاں قابل قدر ہیں۔حضرت ابوطلحہؓ نے حالتِ کفر میں حضرت ام سلیمؓ کو پیغامِ نکاح دیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم کافر ہو اور میں مسلمان، نکاح کیونکر ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر تم اسلام قبول کرلو تو وہی میرا مہر ہوگا۔ اس کے سوا تم سے کچھ طلب نہ کروں گی۔ ام سلیمؓ نے ابوطلحہؓ کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے اور ان کو مائل بہ اسلام کرتے ہوئے جو اسلوب اختیار فرمایا وہ ملاحظہ ہو چنانچہ آپؓ نے فرمایا:

يَا اَبَا طَلْحَةَ! اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ اِلٰهَكَ الَّذِی تَعْبُدُ نِبْتٍ مِنَ الاَرْضِ، قَالَ: بَلٰی. قَالَتْ: اَفَلَا تَسْتَحْيِي اَنْ تَعْبُدُ شَجَرَةً؟

''اے ابوطلحہ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارا معبود زمین سے اُگا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، فرمایا: پھر تم کو درخت کی پوجا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟'' بالآخر حضرت ام سلیمؓ کی ترغیب اور تبلیغ کے نتیجہ میں ابوطلحہؓ مسلمان ہوگئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا۔

(الاصابہ، تذکرہ ام سلیمؓ بنت ملحان، ۴/ ۴۶۱۔ اسد الغابہ، تذکرہ زیدؓ بن سہل، ۲/ ۲۳۲)

بالآخر جب تبلیغ عام کا یہ حکم نازل ہوا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر، ۱۵:۹۴)

''آپ کو جو حکم ملا ہے آپؐ وہ لوگوں کو سنادیں اور مشرکوں کی بالکل پروانہ کریں'' تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام نے بھی عوامی اجتماعات، مجالس، بازاروں، میلوں اور دیگر تقریبات میں اجتماعی سطح پر تبلیغی مہمات کا آغاز فرمایا اور اس راہ میں بے پناہ مشکلات کا بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ سامنا کیا۔صحابہ کرامؓ میں سے یہ اعزاز بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اجتماعی سطح پر دعوت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس لحاظ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام میں سب سے پہلے خطیب اور اعلانیہ تبلیغ کرنے والے ہیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''جب رسول اللہؐ کے مرد صحابہ کی تعداد اڑتیس ہوگئی تو صدیقِ اکبرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اصرار کیا کہ اب کھل کر اسلام کی دعوت دی جائے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! ابھی ہم لوگ تھوڑے ہیں، لیکن حضرت ابوبکرؓ اصرار کرتے رہے۔ جس پر رسول اللہؐ نے کھلم کھلا دعوت و تبلیغ کی اجازت دے دی۔ چنانچہ مسلمان مسجد حرام کے مختلف حصوں میں بکھر گئے اور ہر آدمی اپنے قبیلہ میں جاکر بیٹھ گیا اور حضرت ابوبکرؓ لوگوں میں بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے جبکہ رسول اللہؐ بھی تشریف فرما تھے۔حضرت صدیقِ اکبرؓ اسلام میں سب سے پہلے خطیب ہیں جنہوں نے اللہ اور رسولؐ کی طرف لوگوں کو اعلانیہ دعوت دی۔مشرکین مکہ ابوبکرؓ اور دوسرے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور مسجدِ حرام کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کو خوب مارا جبکہ حضرت ابوبکرؓ کو خوب مارا بھی گیا اور پاؤں تلے بھی روندا گیا''۔

(البدایۃ، ۳/ ۲۹،۳۰۔ الاصابہ، تذکرہ ام الخیرؓ بنت صخر، ۴/ ۴۴۷۔ اسد الغابہ، تذکرہ ام الخیرؓ بنت صخر، ۵/ ۵۸۰)

حضرت عثمانؓ بن مظعون مخالفت کے باوجود تبلیغ دینِ حق میں کوشاں رہے۔قریش کی بھری مجلس میں آپ کو اشعار کی تردید سے روکا گیا اور آپ کو اتنا مارا کہ آپ کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی مگر آپ لبید بن ربیعہ کی تردید سے پیچھے نہیں ہٹے۔ ہجرت سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ کو داعی اسلام بنا کر رسول اکرمؐ نے مدینہ روانہ فرمایا۔ ان کی اس تبلیغی و دعوتی مہم کے نتیجے میں اوس اور خزرج دونوں قبائل کے سرداروں اور اہم شخصیتوں نے اسلام قبول کیا۔ اور یہی چیز پھر وہاں کے قبائل کو اسلام قبول کرنے کا باعث بنی۔

حبشہ میں صحابہ کرامؓ نے دعوتِ دین کے لئے جو اسلوب اختیار کیا اس کی ایک ہلکی سی جھلک حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کی اس معرکۃ الآراء تقریر میں دیکھی جاسکتی ہے جو انہوں نے نجاشی کے دربار میں کی تھی۔

حضرت جعفرؓ کی حق وصداقت پر مبنی گفتگو سے نہ صرف نجاشی بلکہ کئی دیگر لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ مہاجرینِ حبشہ کی بدولت دعوتِ اسلام حبشہ میں اس قدر عام ہوئی کہ اس سے نہ صرف بادشاہ بلکہ اس کے درباری بھی متاثر ہوئے۔ ملکِ حبشہ کے عیسائیوں نے بھی اسلام کی تعلیمات سے آگاہی کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس بات کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ وہاں سے بیس عیسائیوں کا ایک وفد مکہ آکر رسول اللہ سے ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن کی آیات تلاوت کیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ ایمان لے آئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں: ''اب چونکہ تبلیغ کی آزادی تھی، اس لئے یہ مسلمان (مکے کے نومسلم مہاجر) حبشہ میں تبلیغ کرنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چند سالوں میں وہاں کافی تعداد میں یعنی کم از کم چالیس پچاس حبشی مسلمان ہوگئے''

(خطباتِ بہاولپور، ص:۴۰۳)

ابتداء میں رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کی تبلیغی و دعوتی سرگرمیوں کا مرکز زیادہ تر مکہ اور اس کی نواحی بستیاں ہی تھیں جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ (الشوریٰ، ۴۲:۷)

''اور اس طرح ہم نے وحی کے ذریعے عربی زبان میں قرآن اتارا تاکہ آپ اہل مکہ اور اس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کو ڈرائیں اور انہیں قیامت کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں ہے''۔

لیکن جب قریش مکہ کی طرف سے اسلام کی مخالفت میں مسلسل تیزی اور شدّت آنے لگی تو آپ نے دیگر قبائل عرب کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کا فیصلہ کیا۔ دیگر قبائل میں دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بھرپور معاونت کی چنانچہ رسول اللہ ﷺ جس قبیلہ میں بھی دعوت وتبلیغ کے لئے تشریف لے گئے، صحابہ کرامؓ آپ کے ہمراہ رہے۔ بالخصوص حضرت صدیق اکبرؓ، زیدؓ بن حارثہ اور علی المرتضیٰؓ آپ کے دوش بدوش نظر آتے ہیں۔

مکی دور میں بعض قبائل کی طرف رسول اللہؐ نے دعوت وتبلیغ کیلئے صحابہ کرامؓ کو روانہ فرمایا۔ رسول اللہؐ کی پوری دعوتی زندگی کا یہ اصول رہا ہے کہ جو شخص بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا، آپ اسے اس کے قبیلے، خاندان اور افرادِ خانہ کے لئے مبلغ مقرر فرمادیتے تھے۔

ابن الاثیر کا بیان ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ قدیم الاسلام صحابی تھے جنہوں نے مکہ حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور ان کی تبلیغی و دعوتی سرگرمیوں سے ان کی قوم کے کثیر لوگوں نے ان کے زیرِ اثر اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام اور ابن الاثیر کی روایت ہے کہ حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی خدمت اقدس سے پلٹ کر مسلسل اشاعتِ اسلام کی خدمت انجام دیتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو انہوں نے بھی قبیلۂ دوس کے ستر یا اسی گھرانوں کے ساتھ شرفِ ہجرت حاصل کیا۔ اور یہ تمام ان ہی کے زیر اثر مسلمان ہوئے تھے۔

(ابنِ ہشام، قصۃ اسلام الطفیلؓ بن عمرو دوسی ۱/۴۳۲)

حضرت ابوذر غفاریؓ فطرتاً نیک سیرت انسان تھے۔ انہوں نے حلقہ بگوش اسلام ہوکر اپنی تبلیغی مہم کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَاَصْرِخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس کلمۂ توحید کا اعلان کافروں میں پورے زور سے کروں گا۔''

چنانچہ واپسی پر حضرت ابوذر غفاریؓ نے سب سے پہلے اپنے بھائی انیس کو دعوتِ اسلام دی۔ وہ مسلمان ہوگئے۔ اس کے بعد ماں کو مائل بہ اسلام کیا وہ بھی بخوشی حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئیں۔ پھر آپؓ نے تمام قوم کو اسلام کی طرف بلایا۔ نصف لوگ اسی وقت مسلمان ہوگئے اور باقی نے بھی ہجرت کے بعد اسلام قبول کرلیا۔ حضرت ابوذرؓ کی دعوتی سرگرمیوں نے دوسرے قبائل کو بھی متاثر کیا چنانچہ قبیلہ غفار کے متصل ہی بنو اسلم کا قبیلہ آباد تھا۔ وہ لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! جس چیز پر ہمارے بھائی اسلام لائے ہیں اس پر ہم بھی اسلام لاتے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

غِفَارُ غَفَرَاللّٰہُ لَھَا، وَ اَسْلَمُ سَالَمَھَا اللّٰہُ

''یعنی اللہ تعالیٰ غفار کی مغفرت کرے اور اسلم کو سلامت رکھے''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی ذرؓ، ح:۶۳۵۹، ص، ۱۰۸۶، ۱۰۸۸)

صحابہ کرامؓ کی ہمہ جہت تبلیغی مہمات اور جذبۂ دعوت ہی تھا کہ جس نے اسلام کو عرب سے باہر نکلنے کا موقع فراہم کیا اور محض پندرہ بیس برسوں میں یہ دین براعظم افریقہ، یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک میں پھیلتا چلا گیا۔ اسی مشن کے تحت پچیس صحابہ کرامؓ اور اسّی تابعین بھارت میں بھی تشریف لائے۔ اور باوجود مشرکانہ تہذیب و ثقافت کے اس ملک کو دین اسلام کے نور سے منور کیا۔ آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں مختلف قبائل کے وفود حاضر ہوتے تھے اور صحابہ کرامؓ ان وفود کو تعلیم و تربیت کے علاوہ تبلیغ کے گر بھی سکھاتے تھے تو یہ وفود تبلیغ حق کے لئے جلد ہی اپنے علاقوں میں لوٹ جاتے تھے، ان وفود میں وفد بن رواس، وفد بنی ثقیف، بنی حارث بن کعب، وفد ازد شنوأۃ اور وفد بنی ارحب خاص کر قابل ذکر ہیں۔ ان وفود میں تبلیغ کے علمبردار حضرت خالد بن ولیدؓ، عمرو بن مالکؓ، حضرت ضمارؓ اور قیس بن مالک نے تبلیغ کے کام کو بڑے احسن طریق سے سرانجام دیا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کی امارت میں صحابہ رضی اللہ عنھم کا یمن جانا اور یمن کے بادشاہوں کو دعوت حق دینا اور ۹ ھ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا ہمدان جانا اور وہاں چھ مہینے مسلسل رہ کر اہل ہمدان کو دعوت حق دینا اور پھر حضرت علی بن ابی طالبؓ کو تبلیغی مشن کے تحت ہمدان جا کر قبیلۂ ہمدان کو اسلام کی دعوت دینا، تاریخ اسلام کے ایسے واقعات ہیں جنہیں صحابہ کرامؓ کی تبلیغی مہمات میں اوّل درجہ حاصل ہے۔ بئر معونہ تاریخ اسلام کا ایسا دل فگار واقعہ ہے جہاں امتِ مسلمہ کے بہت سے روشن ستارے فلک دنیا سے محو ہو کر افق جنت پر طلوع ہو گئے، جہاں صحابہ کرامؓ ایک ایک کر کے شہید ہوئے مگر دین حق کی تبلیغ سے پیچھے نہ ہٹے۔

صحابہ کرامؓ کے اندر فریضہ دعوت و تبلیغ کی ادائیگی اور بندوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا بے پناہ جذبہ پایا جاتا تھا۔ انہوں نے دعوت اور جہاد کے راستے پر چل کر بہت بڑی بڑی قربانیاں دیں جن کا ہم آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔۔ وہ مکہ اور مدینہ جیسے مقدس اور بابرکت مقامات سے نکل کر دنیا کے دور دراز ممالک تک گئے، اور پھر دوبارہ انہیں اپنے وطن واپس جانا نصیب نہیں ہوا۔ دعوت دین کا فریضہ ادا کرتے ہوئے وہ دنیا سے گزر گئے۔ ان کی بے مثال قربانیوں اور عظیم دعوتی کوششوں کے نتیجے میں توحید اور دین اسلام کے نور سے کفر، شرک اور الحاد کی گھٹا ٹوپ ظلمتیں مٹ گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مدح میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّحَابَۃَ کُلَّھُمْ کَذُکَاءِ
قَدْ نَوَّرُوا وَجْہَ الوَرَیٰ بِضِیَاءِ
تَرَکُوا اَقَارِبَھُمْ وَ حُبَّ عِیَالِھِمْ
جَاءوا رَسُولَ اللّٰہِ کَالْفُقَرَاءِ
ذُبِحُوا وَ مَا خَافُوا الوَرَیٰ مِنْ صِدْقِھِمْ
بَلْ آثَرُوا الرَّحْمَانَ عِنْدَ بَلَاءِ
تَحْتَ السُّیُوفِ تَشَھَّدُوا لِخُلُوصِھِم
شَھِدوا بِصِدْقِ القَلْبِ فِی الاَمْلاءِ

ترجمہ۔ یقیناً صحابہ سب کے سب سورج کی مانند ہیں۔ انہوں نے مخلوقات کا چہرہ اپنی روشنی سے منوّر کر دیا۔ انہوں نے اپنے اقارب کو اور عیال کی محبت کو بھی چھوڑ دیا اور رسول اللہؐ کے حضور میں فقراء کی طرح حاضر ہو گئے۔ وہ ذبح کئے گئے اور اپنے صدق کی وجہ سے مخلوق سے نہ ڈرے بلکہ مصیبت کے وقت انہوں نے خدائے رحمٰن کو اختیار کیا۔ اپنے خلوص کی وجہ سے وہ تلواروں کے نیچے شہید ہو

گئے اور مجالس میں انہوں نے صدق قلب سے گواہی دی۔

(سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۹۷)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے: لا إکراہ فی الدین یعنی دین اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا اور جبر کے کون سے سامان تھے؟ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دے دیں اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کے لئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اٹھا کر چین تک پہنچیں نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں جس کا نتیجہ یہ ہو کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ مسلمان اس زمین میں پیدا ہو جائیں اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں اور بہت سے حصہ آریہ ورت کو اسلام سے مشرف کر دیں اور یورپ کی حدود تک لا إلہ إلا اللہ کی آواز پہنچا دیں؟ تم ایماناً کہو! کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے؟ نہیں! بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے۔‘‘

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۶۸، ۴۶۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁

Abdul Hai 9916334734
AL-MASROOR
Electrical Work and Publicity
All Types of Function
Lighting Work
Mic Speaker System
&
Electrical Work
Hyderabad Road, Hossali Cross
Opp Parivar Gas Agency, Yadgir-585202

Love For All
Hatred For None
Mob. : 9387473243
9387473240
0495 2483119
SUBAIDA
Traders
Madura bazar, Cheruvannoor, Calicut
Dealers in Teak, Rubwood & Rose Wood Furniture
Our sister concerns : Subaida timbers, feroke - 2483119
Subaida traders, Madura Bazar, Cheruvannoor
National furniture, Thana, Kannur, 0497-2767143

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq
Cell : 9886671843
ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್
I MOBILES
Authorised Service centre of
LAVA XOLO the next level itel Infinix The future is Now! TECNO Mobile INTEX spice
1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

خلافت وحدت کی ضامن ہے

ریحان احمد شیخ نائب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ’’ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى یعنی تو انہیں اکٹھا سمجھتا ہے جبکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں (سورۃ الحشر آیت 15) بظاہر یہ ایک ہیں مگر ان کے دل انتشار کا شکار ہیں۔ آج ساری امت مسلمہ غیر معمولی افتراق، انتشار اور غربت و افلاس اور ذہنی و فکری پسماندگی کا شکار ہے۔ اس افتراق اور زبوں حالی کو دور کرنے کے لئے اور اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت کی فضا پیدا کرنے کے لئے مختلف اوقات میں مختلف تحریکیں جنم لیتی رہی ہیں لیکن ہر تحریک کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، سوچنے کی بات ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے اور مسلمانوں کو متحد کرنے کی تمام تر کوششیں ناکام کیوں ہو رہی ہیں۔ اور اسلام اور وحدت امت کے نام پر اٹھنے والی تحریکیں بجائے خدا تعالیٰ کی محبت اور تائید کو جذب کرنے کے اس کے قہر کا مورد بن رہی ہیں۔ اس امر پر غور کرنے اور سوچنے کے بعد اور قرآن کریم اور احادیث کے مطالعہ سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمانوں میں اعمال صالحہ کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ اس نعمت خداوندی سے محروم ہو چکے ہیں جو ان کو متحد کرنے کی ضامن تھی جس کا وعدہ ان سے خدا تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیت استخلاف میں ان الفاظ میں دیا تھا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔۔۔ الخ) (سورۃ النور آیت 56)۔

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایسے لوگوں سے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے ہیں ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان میں ایسے ہی خلفاء بنائے گا جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط سے مشروط، امتِ مسلمہ سے خلافت کے قیام کا حتمی وعدہ فرمایا ہے۔ نبیوں کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہوتا ہے اور خلافتِ حقہ کی بھی یہی نشانی رکھی گئی ہے کہ اس کا بنیادی اور آخری مقصد توحید اور وحدت کا قیام ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آلِ عمران آیت 104)

کہ اے مومنو! اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت اور وحدت کا ذریعہ حبل اللہ کی صورت میں اتارا ہے۔ حبل اللہ سے مراد دینِ اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مقدس وجود بھی ہے اور مسیح پاکؑ کا وجود بھی جن کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا۔ پھر اس سے مراد خلافت احمدیہ بھی ہے جس کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہماری ترقی، وحدت اور نجات کا وسیلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی نازل

کر دہ اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنا اور پکڑے رکھنا ہمارا فرض ہے۔

خلافت۔ عالمگیر وحدت کا پیغام:

قارئین کرام! مضمون کے عنوان میں وحدت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو گہری حکمت اور صداقت پر مبنی ہے۔ اس کے مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ وحدت کا مضمون اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں واحد و یگانہ ہے۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا واحد خالق و مالک ہے۔ اس کی صفت رب العالمین اسکے اعلیٰ مقام کی نشان دہی کرتی ہے۔ پھر اس نے جو کتابِ ہدایت قرآن شریف کی صورت میں دنیا کو عطا فرمائی وہ ساری دنیا کے لئے، ہر اسود و احمر کے لئے ایک عالمگیر کتابِ ہدایت ہے جیسا کہ فرمایا کہ یہ ھدیً للناس (البقرہ آیت 186) ہے۔ ہمارے پیارے آقا ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اس میں اکملیت، افضلیت اور عالمگیریت کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ یہ اعلانِ عام فرمادیں کہ قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف 159)

کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ یہ عالمگیر نبوت کا ایسا عظیم الشان اعلان ہے جس میں کوئی نبی بھی آپ کا ہمسر نہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد منشائے الٰہی کے مطابق جو خلافتِ راشدہ قائم ہوئی اس کا دائرہ بھی عالمگیر تھا اور ہر خلیفۂ راشد کو خلیفۃ الرسول کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ عالمگیر پیغامِ نبوت عالمگیر سلسلۂ خلافت کے ذریعہ ممکن حد تک اکنافِ عالم میں پھیلتا چلا گیا اور جب دورِ آخرین میں اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آنحضرت ﷺ کے امتی اور ظلی نبی ہونے کے لحاظ سے آپؑ کا دائرہ کار بھی سب دنیا پر محیط تھا اور آپؑ نے حقیقی اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پھیلایا۔ اپنی بعثت کا دائرہ بیان کرتے ہوئے خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’ اب اللہ تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک بنادے‘‘

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76)

آپؑ نے مزید فرمایا:

’’ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا‘‘

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

آپؑ نے یہ وضاحت بھی فرمائی کہ جماعت کی ترقی اور عالمگیر وسعت اور وحدت کا سلسلہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آپؑ نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ

’’ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد‘‘ (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد جب خدائی وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا اور خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام ہوا تو اس حوالہ سے حقیقی اسلام کی فیضان رسانی کا سلسلہ عالمگیر انداز میں جاری ہوگیا۔ عالمگیریت کا مضمون ہر زمانہ کے وسائل اور ذرائع ابلاغ پر منحصر ہوتا ہے اور ہر دم وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اس دورِ آخرین کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ سوشل میڈیا اور باہم رابطہ کے وسائل کی ہمہ گیر وسعت کی وجہ سے ساری دنیا ایک مٹھی میں سمٹ کر GLOBAL VILLAGE کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ قرآنی پیشگوئی وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (سورۃ التکویر 8) کا کامل ظہور ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوتی جارہی ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’ اِس زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آگئے ہیں جو مختلف قوموں کو

وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں‘‘

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دور مسعود اور آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے دور سعید میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے نت نئے ذرائع معرض وجود میں آئے۔

دورِ خلافتِ خامسہ جس میں موجود ہونے کی سعادت ہم سب کو حاصل ہے۔ اِس دور میں جس کثرت اور وسعت سے اسلام کی اشاعت اکنافِ عالم میں ہو رہی ہے وہ ہر لحاظ سے بے مثل اور یکتا ہے اور خلافت کے عالمگیر فیضان کے زیرِ سایہ وحدت کا مضمون اتنی وسعت سے جلوہ گر ہے کہ گذشتہ تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

امن کی عالمگیر دعوت سے دلوں کی تسخیر

قارئین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جس کثرت سے ساری دنیا میں امن کے پیغام کی اشاعت اور مشرق ومغرب اور شمال و جنوب میں اسلام کے عافیت بخش پیغام کی منادی کی ہے اس کا اتنا گہرا تأثر قائم ہوا ہے کہ اب اِن ملکوں میں حضور انور کو امن کے سفیر کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اور دنیا کے سربراہان میں یہ فکری وحدت پختہ تر ہوتی جارہی ہے کہ اگر دنیا میں واقعی امن قائم کیا جاسکتا ہے تو اُن نظریات کو اپنانے سے ہی ممکن ہے جو حقیقی اسلام پیش کرتا ہے اور جن کی منادی حضرت امام جماعت احمدیہ کی زبان سے ہو رہی ہے۔ سربراہان مملکت اور دنیا کے دانشوروں پر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے روشن تر ہوتی جارہی ہے اور اب تو وہ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں غیر مسلم عمائدین کے اعترافات کا باب بہت وسیع ہے۔ ان میں سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہے کہ خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے بیان کردہ نظریات دنیا کے دلوں کو فتح کرتے چلے جارہے ہیں۔

2012ء میں حضور انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Bishop Dr Amen Howard جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، موصوف انٹر فیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور ایک رفاہی تنظیم Feed a Family کے بانی صدر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ قابل توجہ ہیں۔ انہوں نے کہا:

’’یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اِس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اِس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دِنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔‘‘

(بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2018 صفحہ 20)

یہ ایک مثال ہے سینکڑوں مثالوں میں سے۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ آج خلافت احمدیہ دنیا کو صحیح اسلامی نظریات عطا کر کے ایک نظریاتی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔ خلافت کی برکت سے دلوں میں ایک وحدت اور یگانگت پیدا ہوتی جارہی ہے!

عالمگیر وحدت کا ایک نمونہ۔ جلسہ سالانہ

عالمگیر وحدت کی ایک خوبصورت مثال جماعت احمدیہ کا عالمگیر جلسہ سالانہ ہے جس کا آغاز 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے قادیان میں ہوا۔ پُرسوز دعاؤں سے جاری ہونے والا یہ جلسہ سالانہ اب ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن چکا ہے اور ہر سال اکنافِ عالم میں یہ جلسے بڑے اہتمام سے منعقد ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کا مرکزی جلسہ سالانہ ہر سال برطانیہ میں منعقد ہوتا

ہے جو بلاشبہ خلافت کے زیرسایہ عالمگیر وحدت کا ایک فقید المثال روحانی اجتماع ہے جس میں دنیا کے ایک سو سے زائد ممالک سے عشاقِ اسلام پروانہ وار شامل ہوتے ہیں۔خلیفہ وقت کی بابرکت شمولیت اور پرمعارف خطابات کی برکت سے یہ تین دن رات ایسا روحانی ماحول پیدا کر دیتے ہیں جو شاملینِ جلسہ کو روحانی سکون اور سرور عطا کرتا ہے۔ جو ایک دفعہ اس جلسہ میں شامل ہوجاتا ہے وہ بار بار آنے کی تمنا اور عزم لیکر واپس لوٹتا ہے۔اس جلسہ سالانہ میں غیراز جماعت اور غیر مسلم معزز مہمان بھی اکنافِ عالم سے آتے ہیں اور برملا اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ اس روحانی جلسہ میں شامل ہو کر تو ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ پُرامن اسلام کی زندہ تصویر دیکھ کر اور بالخصوص حضور انور کے پرمعارف خطابات سن کر اور حضور انور سے ملاقات کا شرف پاکر تو ہماری دنیا ہی بدل گئی ہے۔مختلف رنگ ونسل اور قومیتوں کے لوگ اجنبیوں کی طرح آتے ہیں اور محبت بھرے جذباتِ اخوّت سے،ایک بار پھر واپس آنے کا عزم لے کر، بھیگی آنکھوں کے ساتھ، واپس جاتے ہیں۔

ذرا اپنے اردگرد نظر دوڑا کے دیکھئے آپ کو ہر رنگ ونسل کے اور دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والے ہزاروں افراد نظر آئیں گے جو عالمگیر خلافت احمدیہ کے سایہ تلے آکر آپس میں اس طرح گلے ملتے ہیں جیسے دو بھائی آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں۔ اس محبت وپیار کی فضا اور باہم اخوّت اور وحدت کی مثال دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی ہے۔ لاریب آج بکھری اور ٹوٹی ہوئی انسانیت کو اکٹھا کرنے والی یہی خلافت احمدیہ ہے۔ ساری انسانیت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرونے والی یہی واحد روحانی طاقت ہے!

عالمگیر وحدت کا ایمان افروز نمونہ۔ عالمی بیعت

خلافت کے سایہ میں جماعت احمدیہ ساری دنیا میں وحدتِ انسانیت کی علمبردار جماعت ہے۔ اس کا ایک دلربا نظارہ ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ پر عالمی بیعت کی صورت میں نظر آتا ہے۔اس بیعت میں دنیا کے ساتوں براعظموں کا ایک ایک نمائندہ وقت کے روحانی امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور باقی سارے احباب اگلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خلیفۂ وقت کے ساتھ ایک جسمانی رابطہ قائم کرتے ہیں اور پھر بیعت کے الفاظ اردو اور انگریزی میں دہراتے ہیں جبکہ دنیا کی متعدد زبانوں میں بیک وقت ان الفاظ کا ترجمہ دہرایا جاتا ہے۔ اس ساری کاروائی کی بازگشت ساری دنیا میں گونجتی ہے۔سینکڑوں ممالک میں، ہر رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد بیک وقت جماعت احمدیہ عالمگیر میں داخل ہو کر وحدتِ اقوامِ عالَم کا ایسا روح پرور نظارہ پیش کرتے ہیں جو ساری دنیا میں اپنی نوعیت کا عدیم المثال نمونہ ہے۔خلافت کے سایہ میں عالمگیر وحدت کا کارواں آگے سے آگے بڑھتا جارہا ہے!

ابتلاؤں میں وحدت کی بقاء

ابتلاء اور مصائب الٰہی جماعتوں پر بھی آتے ہیں لیکن الٰہی جماعتوں پر ان کا اثر دنیاوی جماعتوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ الٰہی جماعتیں اپنے ایمان میں مستحکم اور ابتلاؤں کے سامنے ثابت قدم رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وعدہ دیا ہوا ہے کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (سورۃ النور آیت 56) کہ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ جماعت احمدیہ کی ساری تاریخ اس وعدہ الٰہی پر شاہدِ ناطق ہے۔ خلافت کے ہر دور میں عظیم الشان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ مخالفتوں کے طوفان بھی اٹھتے رہے، سخت مشکل مراحل آتے رہے لیکن ہر موقعہ پر ساری کی ساری جماعت خلافت کے سایہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ثابت قدم اور متحد رہی اور من حیث الجماعت، ہر ابتلاء کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر ابھری۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک ایک باب اس بات پر گواہ ہے کہ ہر ابتلاء جماعت کے لئے مزید استحکام اور ترقی کی نوید بن کر آیا۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم ہونے والی اس جماعت کے سر پر خلافت احمدیہ کا تاج سجایا گیا ہے۔خلیفۂ وقت کا مقناطیسی وجود ہر مشکل گھڑی

میں سایۂ رحمت بن کر ان کو متحد رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ خلافت کے سایہ میں وحدت، اتحاد اور ترقی کے نظارے جماعت احمدیہ کو نصیب ہیں اور باقی دنیا اس سے محروم ہے!

MTA کے ذریعہ عالمگیر وحدت کا کام دو طرح سے ہو رہا ہے۔ اس کے پروگراموں کے ذریعہ روحانی، علمی اور تربیتی وحدت کے نظارے اول طور پر جماعت احمدیہ میں نظر آتے ہیں۔ جو آواز خلیفۂ وقت کے مبارک ہونٹوں سے نکلتی ہے وہی آواز اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں کے دلوں کی صدا بن جاتی ہے۔ جمعہ کا دن آتا ہے تو ساری دنیا کے احمدی ٹیلی وژن کے سامنے بیٹھ کر حضور انور کے تشریف لانے اور خطبہ جمعہ سننے کے منتظر ہوتے ہیں۔ ہر خطبۂ جمعہ روحانیت کا ایک نیا جام لے کر آتا ہے جو دلوں میں علم و عرفان اور ایمان و یقین کے بیج بوتا چلا جاتا ہے۔ اس آواز کا اعجاز دیکھو کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے دلوں کے زنگ دھلتے چلے جاتے ہیں اور ایمان و یقین اور اطاعت کی کھیتیاں لہرانے لگتی ہیں۔ خطبہ جمعہ سن کر دنیا بھر کے احمدی اپنی سمتیں درست کرتے ہیں۔ عالمگیر وحدت کے اس اعجاز کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی!

امام وقت کے خطبات اور خطابات کے وقت بھی ایک وحدت کا نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ جب احباب جماعت ہمہ تن گوش ہو کر اپنے امام عالی مقام کے بصیرت افروز خطابات کو سنتے ہیں۔ ہر جمعہ وحدت کا یہ نظارہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ وہ وحدت کا نظارہ ہے جس کی آج امت مسلمہ کو تلاش ہے اور جس کے لئے وہ تشنہ لب ہے۔

ایمان افروز جلوے

خلافت کے زیرِ سایہ عالمگیر وحدت اور تائید الٰہی کے ایمان افروز نظارے ہر آن اور ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔

خلافتِ خامسہ کا آغاز ہوتے ہی وحدت کا کیا دلفریب نظارہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو دکھایا کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ کے پہلے ارشاد کی تعمیل میں سارا عالَمِ احمدیت فوراً بیٹھ گیا حتی کہ سات سمندر پار کے احمدی بھی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ پھر خلافت جوبلی کے جلسہ میں ایک فرمان پر سارا عالَمِ احمدیت کھڑا ہو گیا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ نے خلافت سے وفاداری، اطاعت اور قربانی کا عہد لیا تو یوں لگتا تھا کہ سارا عالَمِ احمدیت سمٹ کر حضور انور کی مٹھی میں آ گیا ہے!

حضور انور گھانا گئے تو دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضور انور لوائے احمدیت بلند فرما رہے تھے اور ساتھ ہی صدر مملکت اپنے ملک کا جھنڈا بلند کر رہے تھے۔ ایسا نظارہ کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بھی دیکھنے میں آیا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور ملک کے وزیر اعظم نے کینیڈا کا جھنڈا بلند کیا۔

ایک وقت تھا کہ جماعت کے مبلغین تبلیغ کے لئے کسی ملک میں جاتے تو انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا اور اب یہ زمانہ آ گیا ہے کہ خلیفۂ وقت دورہ پر جاتے ہیں تو کئی ممالک میں انہیں سرکاری طور پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ حکومت کے کارندے اپنے شہروں کی چابیاں خلفاء کی خدمت میں پیش کرنا اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ مختلف سربراہان مملکت حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملکی معاملات میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی تائید و نصرت کا ہر روز ایک نیا باب کھلتا چلا جاتا ہے!

یہ پذیرائی، یہ عزت، یہ مقبولیت اور عالمگیر وحدت کے روح پرور نظارے ہم جس کثرت سے دیکھ رہے ہیں یہ سب اس خدائے ذوالجلال کی دین ہے جو ہر عزت و عظمت کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کی نظر میں خلیفۂ وقت کے پاس نہ کوئی تاج ہے اور نہ کوئی تخت، نہ کوئی حکومت۔ لیکن دیکھو! کہ وہ خدائی تائید و نصرت کی برکت سے 'عالمگیر وحدت کا زندہ نشان بن کر' اکنافِ عالم میں اپنوں اور غیروں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔ کیا یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ نہیں کہ یہ بظاہر بے تاج لیکن روحانی بادشاہ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ۔ وحدت ہی وحدت

آج امتِ مسلمہ اپنی بدقسمتی سے ذہنی، فکری اور نظریاتی لحاظ سے انتشار اور افتراق کا شکار ہو چکی ہے۔ اس بھیانک پس منظر میں جماعت احمدیہ کی ایک واحد مثال ہے جو اپنے سربراہ کے ہاتھ پر متحد اور منظم ہے اور سربراہ بھی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا ہے۔ وہی خدا اس کی مدد کرتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے اور نعمتِ خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ میں ہر پہلو سے وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے۔ اختصار کے ساتھ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ ایک خلیفۂ وقت کی قیادت اور راہنمائی میں چلنے والی جماعت ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے ساتھ ساتھ عملی وحدت بھی پائی جاتی ہے۔ جس طرف خلیفۂ وقت کی نگاہ اٹھتی ہے یا کسی جانب ہلکا سا بھی اشارہ ہوتا ہے، سارے احمدیوں کا رخ فوری طور پر اسی طرف ہو جاتا ہے۔ اسی وحدت میں جماعت احمدیہ کی عظمت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے قیام کے لئے ایک جامع نظام جاری ہے۔ ساری دنیا میں مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے 13 جامعات قائم ہیں جہاں ایک جیسا نصابِ تعلیم جاری ہے جس سے عالمگیر وحدت پیدا ہوتی ہے۔

دینی امور میں راہنمائی کے لئے اِفتاء کا نظام جاری ہے جو خلیفۂ وقت کی نگرانی اور راہنمائی میں کام کرتا ہے اور نظریاتی وحدت کو قائم رکھتا ہے۔

جماعت کے اندر ذیلی تنظیموں کا نظام بھی خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں کام کرتا ہے اور باہم کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

خلافت کے زیر سایہ ہر ملک میں مجلسِ مشاورت کا نظام بھی جاری ہے۔ یہ نظام بھی جماعت کی وحدت اور نظریات و خیالات کی یکسانیت کو فروغ دیتا ہے۔

رمضان اور عیدین کے موقعہ پر عام مسلمانوں میں اختلاف ایک معمول بن گیا ہے لیکن خلافت کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ کے اندر اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ مطالع کے اختلاف سے مختلف ممالک میں الگ الگ تاریخیں ہو سکتی ہیں مگر سب کا فیصلہ ایک متفقہ اصول کے تابع ہوتا ہے۔

خلیفۂ وقت کا خطبہ جمعہ ساری جماعت کی یکساں اور بروقت راہنمائی کا ذریعہ ہے اس طرح ساری جماعت میں ایک نظریاتی اور فکری وحدت پیدا ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ یہ نعمت کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔

خلافت احمدیہ میں خلیفۂ وقت کا وجود مرکزی محور کی حیثیت رکھتا ہے اور سارا نظام خلیفہ وقت کے اشارہ پر متحرک ہوتا ہے اور ساری جماعت یک جان ہو کر ایک سمت میں حرکت کرتی ہے۔ اس اتحاد اور وحدت کی برکت سے غیر معمولی قوت اور شوکت نصیب ہوتی ہے۔

ساری دنیا میں جماعت کے اصول و قواعد یکساں ہیں۔ اس وجہ سے ہر جگہ یکساں طرز عمل نظر آتا ہے جو وحدت کا شاہکار ہے۔

الغرض خلافت کے زیر سایہ وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے!

دورِ خلافت خامسہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ کے بارہ میں کیا فرمایا ہے یہ اہم حوالہ خاص توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''یہ دور.....انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُرمعصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی

کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ بڑھتا رہے گا۔‘‘

(خطاب جمعہ بیان فرمودہ 27 مئی 2008۔ الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2008 صفحہ 11)

خلافت کے زیرسایہ جماعت احمدیہ کی وحدت اور اکنافِ عالم میں روز افزوں ترقیات کو دیکھ کر آج دشمنانِ احمدیت لرزہ براندام ہیں۔ حسد کی آگ میں جلتے ہوئے، مختلف ممالک میں مخالفت اور ظلم وستم کے طوفان اٹھ رہے ہیں۔ ہم خدائی دعووں پر کامل یقین رکھنے والے ہیں۔ ہمارے پیارے امام کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ عطا فرمایا ہے کہ اِنی مَعَکَ یا مسرور۔ پس خدائی معیت اور نصرت کا سایہ ہمارے سر پر ہے اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اطاعت اور وحدت کا بے مثل نمونہ بنتے ہوئے ان سب دعووں کو سچ کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدید بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارہ پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان۔ آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے۔ جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنے عہدِ بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا!

اور آیئے ہم سب مل کر عرض کریں کہ اے ہمارے محبوب آقا! آپ نیکی کی جس جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائیں گے ہم دیوانہ وار آپ کے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزت، آبرو ہر چیز قربان کر دیں گے۔ ہماری زندگی اور ہماری موت خلافت کے قدموں میں ہوگی اور ہم میں سے ایک ایک فرد خدا کو گواہ بنا کر آج اپنے اس عزم کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم آپ کے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔ ان کو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں گے اور آپ کی ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر، فرشتے بھی اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں!۔ اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس عاجزانہ عزم کو پورا کر سکیں اور زندگی کی آخری سانس تک وفا کے ساتھ اس وعدہ کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین

اعلان

128 واں جلسہ سالانہ قادیان

29-30 اور 31 دسمبر 2023

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

Kh. Zahoor Ahmad
9906536510

Prop. : Dar Shuaib :
9906566218 / 6005065009

ZAHOOR FRUIT COMPANY

FRUIT COMMISSION AGENTS & ORDER SUPPLIERS

Shop. No. : 220
Fud No. : D-10

FRUIT & VEGETABLE MARKET KULGAM-192231(KMR.)

shoaibahmad54@gmail.com

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

Prop. **Mahmood Hussain**
Cell : 9900130241

MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire

Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

HR
Sk. Anas Ahmad
Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com

H. R. ALUMINIUM & STEEL

We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work,
Glazing, Steel Railing etc.

Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

NUSRAT
MOTORS RE-WINDING

Cell : 9902222345
9448333381

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding,
Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.

HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کی تبلیغی مہمات

رضوان احمد ناصر استاد جامعہ احمدیہ قادیان

انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں اور ان سب انبیاء میں سے کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور پھر اس عظیم کام کو آپؐ کے صحابہ نے بھی دنیا تک پہنچایا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے غریب مزدور لوگ بھی تھے، زمیندار بھی تھے، کسان بھی تھے، اَن پڑھ دیہاتی بھی تھے، ملازم پیشہ بھی تھے، کاروباری لوگ بھی تھے اور پڑھے لکھے لوگ بھی تھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ آپ کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا اور اس حقیقی پیغام کو، حقیقی اسلام کو سمجھ کر دنیا میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پھر بڑی تیزی سے اسلام کے حقیقی پیغام کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ باہر بھی پھیلانے کی کوشش کی۔ اس مضمون میں خاکسار ان میں سے چند صحابہ کی تبلیغی مہمات اور چند واقعات کا ذکر کریگا۔

حضرت مولوی عبد الرحیم نیر صاحبؓ

حضرت مولانا عبد الرحیم نیرؓ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مقرب صحابی تھے جنہوں نے تبلیغی میدان میں بہت اہم خدمات سرانجام دیں۔ کیا ہندوستان اور کیا بیرون ملک، ہر جگہ دینِ حق کا پیغام پہنچانے میں کوشاں رہے۔ آپ نے بمبئی اور دیگر کئی اہم مقامات پر احمدیہ مشن کا قیام کیا اور جماعت احمدیہ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ ہندوستان میں تبلیغی فرائض بڑی تندہی سے سرانجام دیتے رہے۔ حضرت نیرؓ صاحب کی بیرون ہندوستان تبلیغی زندگی کا آغاز اس وقت ہوا جب آپ اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر مع حضرت چوہدری فتح محمد سیال ایم اے (سابق مبلغ اول انگلستان) 15 جولائی 1919ء کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قادیان سے انگلستان کے لئے روانہ ہوئے۔

آپ کو سب سے پہلے لندن تشریف لے جانے کی سعادت نصیب ہوئی جہاں آپ دو سال تک تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مولانا نیرؓ صاحب یورپ کی مادہ پرست زندگیوں میں نور قرآن

اور اسلام کی روشنی کو ودیعت کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے پھیلانے کے لئے اور سفید پرندوں کے شکار کے لئے یورپ تشریف لے گئے۔ لندن میں کافی عرصہ 'سفید پرندوں' کو تبلیغ کرتے رہے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کے تحت فروری 1921ء کو مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔ اور تقریباً دو سال کوہ و دشت اور ساحل و صحرا میں رات دن تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ انتھک کوششوں اور دشت و صحرا کی صعوبتیں اٹھانے کے بعد پھر انگلستان کے سبزہ زاروں میں ورود مسعود ہوا اور سفید پرندوں کو پکڑ پکڑ کر اسلام کی پاکیزہ فضا میں لانے لگے۔

(ماخوذ از مقالہ سیرت حضرت عبد الرحیم نیر صاحبؓ)

تقسیم لٹریچر ذرائع تبلیغ میں سے ایک اہم ذریعہ ہے جو حضرت نیّر صاحب بخوبی کام میں لائے۔ نشر لٹریچر کے سلسلہ میں کبھی تو آپ بس کی چھت پر نظر آتے اور کبھی بازاروں، پارکوں، بڑی بڑی شاہراہوں اور گلی کوچوں میں لٹریچر ہاتھ میں لئے نظر آتے۔

تقسیم لٹریچر کا ایک دلچسپ واقعہ آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

''مولوی عزیز الدین صاب (سکنہ گوجرانوالہ) جو اپنے اخلاص، محبت اور جوش تبلیغ کے لئے قابل رشک ہیں میرے ساتھ سوار تھے۔ لٹریچر کا تھیلہ میرے ساتھ گاڑی کی چھت پر ''Call To Truth'' کے چند پرچے تقسیم کئے اور ایک نوجوان مسیحی متلاشیٔ حق جھٹ پاس آ بیٹھا اور سوال کیا ''Who is Ahmadi'' اب تبلیغ کا موقع ملا اور پیغام حق خدا کے فضل سے پہنچا دیا گیا، اسی چھت پر بس کا کنڈیکٹر آیا اور ٹکٹ فروخت کیا اور ٹکٹ کے دام دے کر اس کو ایک رسالہ Thank You (تھینک یو) کہہ کر دے دیا اور یہ جملہ بھی ساتھ بول دیا: ''آپ نے پیسے لے کر ٹکٹ دیا میں مفت ٹکٹ دیتا ہوں یہ لیجئے اور میرا تھینک یو بھی واپس آ گیا اور کام بھی ہو گیا۔'' (الفضل 12 اپریل 1920ء)

براعظم یورپ و افریقہ میں احمدیت کے جھنڈے گاڑ کر حضرت مولانا عبد الرحیم نیّر صاحبؓ 24 نومبر 1924ء کو لندن سے واپس قادیان آ گئے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ 31/ جنوری 1891ء کو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قریب رہ کر بہت خدمت کا موقع پایا۔ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی بذریعہ خط انگلستان، امریکہ اور روس وغیرہ تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ آپ 10/ مارچ 1917ء کو قادیان سے تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان کو روانہ ہوئے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ دو میل تک آپ کی مشایعت کے واسطے تشریف لائے، بمبئی بندرگاہ سے آپ روانہ ہوئے، اسی بحری جہاز میں مشہور مستشرق پروفیسر مارگولیتھ بھی مسافر تھے جو اپنے دورہ ہندوستان (جس میں قادیان بھی شامل تھا) سے واپس جا رہے تھے۔ (فاروق 19/ اپریل 1917ء صفحہ 2-1)

آپ نے دعاؤں اور محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام دنیا تک پہنچانے کی ہر ممکن سعی کی۔ آپ Isle of Wight میں واقع ایک قصبہ وینٹ نور (Ventnor) میں موسم سرما کی شدت کے باوجود تقریباً پانچ ماہ مقیم رہے۔ (الحکم 28/ جولائی 1918ء صفحہ 5 کالم 1) اکتوبر 1918ء میں آپ Torquay شہر میں نزیل ہوئے اور یہاں تبلیغ کا موقعہ پایا جس کا ذکر Torquay Times وغیرہ مقامی اخبارات میں ہوا۔ (الفضل 21 جنوری 1919ء صفحہ 6-9) شہر Bournemouth میں بھی مقیم رہے۔ (الفضل 5/ اپریل 1919ء صفحہ 10)

ایک دفعہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بیمار ہو گئے اور بیماری کے دنوں میں Woking چھوڑ کر Harrogate چلے گئے اور کئی ہفتے وہاں رہنے کا پروگرام بنایا، حضرت مفتی صاحبؓ کو علم ہوا تو آپ نے بیمار پرسی کا خط لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا: ''اگر ضرورت ہو تو بندہ خدمت کے واسطے حاضر ہوجائے یا قاضی عبداللہ صاحب کو بھیج دیں....''(الفضل 24/ دسمبر 1918ء صفحہ 9 کالم 3) الفضل کے اسی پرچے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو افریقہ جانے کا بھی حکم ہوا تھا لیکن جنگی حالات کی وجہ سے آپ کو اجازت نہ ملی۔

انگلستان میں لیکچرز، مضامین اور ملاقاتوں کے علاوہ بذریعہ خط بھی آپ نے احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ کئی اہم عالی مرتبت شخصیات کو بھی پیغام حق پہنچایا۔ شاہ برطانیہ جارج پنجم کی اہلیہ ملکہ Mary of Teck کو مبارکبادی کا خط لکھا جس کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور پیشگوئی بابت جنگ بھی ارسال کی جس پر ان کے سیکرٹری کی طرف سے شکریہ کا خط آیا۔

(الفضل 25/ جنوری 1919ء صفحہ 7 کالم 3)

اسی رپورٹ میں درج ہے کہ آپ نے جنگ میں انگلستان کے 18 اتحادی ممالک (امریکہ، بیلجیم، اٹلی، چین، جاپان، برازیل، مصر وغیرہ) کے سربراہان کو مبارک بادی کے خطوط اور کتاب ''شہزادہ تحفہ ویلز'' ارسال کیں۔ آپ کو انگلینڈ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پولیٹیکل ڈیلیگیٹ (political delegate) کے طور پر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

(الفضل 26/ اگست 1919ء صفحہ 10 کالم 2)

حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا عبدالرحیم دردؔ صاحب رضی اللہ عنہ ولد حضرت ماسٹر قادر بخش صاحبؓ جون 1894ء میں بمقام لدھیانہ پیدا ہوئے، آپ حضرت عبداللہ سنوری صاحبؓ کے بھانجے تھے۔ آپ نے خلافت ثانیہ کے آغاز میں ہی اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی اور تادمِ آخر دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے بطور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، ناظر تعلیم و تربیت، ناظر امور عامہ، ناظر امور خارجہ اور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جیسے اہم عہدوں پر نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

1924ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر یورپ میں ساتھ گئے اور پھر انگلستان کے مبلغ انچارج اور امام مسجد لندن کی حیثیت سے وہیں مقیم رہے۔ آپ کے اس دور میں مسجد فضل لندن تعمیر کے مراحل سے گذری، اس کا شاندار افتتاح ہوا، رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت لندن سے شروع ہوئی، ملکی پریس میں اسلام احمدیت کا چرچا ہوا، مشہور ہفتہ وار برطانوی اخبار The Sphere نے 9/ اکتوبر 1926ء کے شمارے میں Men in the Public Eye .... Who are doing big things in the world کی سرخی کے تحت نو چنیدہ اشخاص میں آپ کو بھی شامل فرمایا اور تصویر شائع کی۔ اس سے اگلے ہی شمارے (16/ اکتوبر) میں پھر آپ کی تصویر اور تعارف شائع کیا۔ جناب عبداللہ یوسف علی (مترجم قرآن کریم انگریزی) اور سردار اقبال علی شاہ جیسے مسلم سکالرز سمیت دیگر کئی شخصیات مسجد فضل لندن آئیں۔ آپ نہایت کامیابی کے ساتھ فریضۂ تبلیغ بجا لانے کے بعد 22/ اکتوبر 1928ء کو واپس تشریف لائے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پانچ سال بعد پھر آپ کو امام مسجد فضل لندن کی ذمہ داری دی۔ چنانچہ آپ 2/ فروری 1933ء کو انگلستان تشریف لے گئے اور نہایت کامیابی سے فریضہ تبلیغ بجا لاتے ہوئے پانچ سال بعد 9/ نومبر 1938ء کو قادیان تشریف لائے۔ اس عرصہ قیام میں بھی دینی خدمات کے علاوہ اکابرین سے روابط بڑھائے اور انہیں مسجد فضل لندن میں مدعو کیا جن میں محمد

علی جناح صاحب، حجاز کے ولی عہد امیر سعود وغیرھم شامل ہیں۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ (سبز پگڑی والے)

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ 1893ء میں پیدا ہوئے۔حضرت میاں محمد بخش صاحبؓ (وفات: 5/مارچ 1932ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) آف بٹالہ کے بیٹے تھے۔ والدین کے قادیان آجانے کی وجہ سے آپ کو حضرت اقدسؑ کی پاکیزہ صحبت سے مستفیض ہونے کا بہت موقع ملا۔ 1923ء میں شدھی تحریک کے زمانہ میں زندگی وقف کی اور پھر ساری زندگی نہایت محنت اور دعاؤں سے اس عہد کو نبھایا، ہندوستان کی مختلف جگہوں پر متعین رہے اور آپ کی تبلیغ کے نتیجے میں بہت سی سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد خلافت میں حضورؒ کے ارشاد پر بہت سے اہم تاریخی مواقع میں شامل ہوئے جن میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر جلسہ سالانہ انگلستان 1989ء بھی ہے۔11/اگست 1989ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب کے آخر پر فرمایا:

''اب میں ایک شخص کا تعارف آپ سے کروانا چاہتا ہوں جو آسمانی بادشاہ کے نمائندہ کے طور پر یہاں آیا ہے، میں خلیفۂ وقت کی بات نہیں کر رہا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کی بات کر رہا ہوں۔ مجھے چند دن پہلے یہ خیال آیا کہ..... یہ صد سالہ جشن تشکر کیسا جشن تشکر ہوگا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی صحابی شریک نہ ہو چنانچہ میں نے فوری طور پر ربوہ کہلا کے بھجوایا کہ جس طرح بھی ہو سکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو چند گنتی کے صحابہ زندہ ہیں ان میں سے کسی کو یہاں بھجوایا جائے۔مولوی محمد حسین صاحب صحابی اپنی صحت کی کمزوری کی وجہ سے اس سے پہلے انکار کر چکے تھے مگر جب میرا پیغام سنا تو بڑے شوق سے انھوں نے لبیک کہی..... یہ معزز مہمان آج ہمارے درمیان ہے۔ میں آخر پر ان کا تعارف کرواتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے ساتھ کی کرسی پر آکر تشریف رکھیں۔''

چنانچہ حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کو سٹیج پر لایا گیا، حضور نے آپ سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور اپنے ساتھ کرسی پر بٹھالیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ نے تبلیغ احمدیت کے فریضے کو بخوبی نبھایا۔تبلیغ کے نت نئے طریق تلاش کرنے میں اپنی زندگیاں گزار دیں۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں نے بیعت کر لی۔حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ایک جوش پیدا ہوا اور تبلیغ شروع کر دی۔ اُن ایام میں میری تبلیغ کا طریق یہ تھا کہ جہاں چار پانچ آدمی اکٹھے بیٹھے دیکھتا، جاتے ہی السلام علیکم کہہ کر کہتا کہ مبارک ہو۔لوگ متوجہ ہو کر پوچھتے کہ کیا بات ہے؟ میں کہتا کہ حضرت امام مہدی آگئے ہیں۔ اس پر کوئی ہنسی اڑاتا۔کوئی مخول کرتا۔کوئی مزید تفصیل سے پوچھتا۔غرضیکہ کسی نہ کسی رنگ میں بات شروع ہو جاتی اور میں تبلیغ کا موقعہ نکال لیتا''۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 32 روایت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحابہ کرام کی تبلیغی مساعی کو آگے بڑھاتے ہوئے احمدیت سے قائم رہنے کی روحیں عطا فرمائے۔ یہی ہماری طرف سے اپنے لئے حقیقی خراج تحسین اور شکر گزاری ہوگی۔ ❁❁❁

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا.....

نوجوانوں کو سمجھائیں کہ اگر تم نے احمدیت کو سچا مانا ہے، بیعت کی ہے تو پھر تم عہدیدار کو نہ دیکھو، یہ دیکھو کہ صحیح تعلیم کیا ہے اور خلیفہ وقت تمہیں کیا کہتا ہے، خلافت سے تعلق رکھو تو ٹھیک رہو گے۔'' (اخبار بدر 26 اگست 2021ء)

AL-BADAR

M.OMER . 7829780232

ZAHED . 6363220415

STEEL & ROLLING SHUTTERS

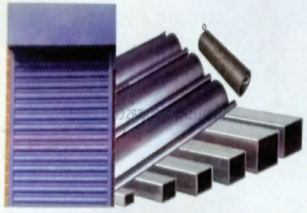

ALL KINDS OF IRON STEEL

- SHUTTER PATTI. GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL . HATTIKUNI ROAD YADGIR

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164

Feroz Ahmad
8050185504
8197649300

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

MUBARAK

TENT HOUSE & PUBLICITY

CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

Prop. Asif Mustafa

CARE SERVICING & GARAGE
CARE TRAVELLING

Servicing of all type of vehicles
(2, 3 & 4 Wheelers)

RAMSAR CHOWK, BHAGALPUR-2

* Washing * Polish * Greasing * Chasis Paint

Contact for : Car Booking for Marriage & Travailing.
(Tata Victa A.C., Scorpio Grand, Bolero and
all types of Vehicle available)
Mob. : 9431422476, 9973370403

Prop. S. A. Quader

Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)

JYOTI
SAW MILL

Saw Mill Owner
&
Forest Contractor

Kuansh, Bhadrak, Orissa

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرہ:255)

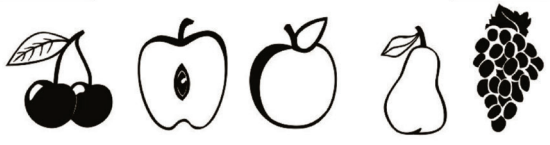

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط نمبر 40)

(مرتبہ: ظہیر احمد خان انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

سوال: قرآن کریم کی حافظہ ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بذریعہ خط استفسار کیا کہ میرے والد صاحب میری اقتدا میں نماز تراویح ادا کر سکتے ہیں؟ اور اگر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا آغاز کرنا ہو تو کیا پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوبارہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرہ کی قرأت شروع کی جائے گی؟ نیز یہ کہ جہری نمازوں میں سورتوں کی قرأت سے قبل بسم اللہ بھی اونچی آواز میں پڑھنی چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 25/ جولائی 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے نماز باجماعت کی فرضیت صرف مردوں پر عائد فرمائی ہے اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا ہے۔ اس لیے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔ آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا۔ اسی طرح اس زمانے کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب کبھی کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو باوجود علالت کے نماز کی امامت خود کراتے۔ پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہوگا۔

۲۔ نماز کے دوران قرآن کریم کی تلاوت آغاز سے شروع کرتے وقت بھی طریق یہی ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کی جائے گی، دوبارہ سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ البتہ فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ قرآن کریم ختم کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ الناس کے بعد دوبارہ قرآن کریم کا کچھ ابتدائی حصہ پڑھنا چاہے تو وہ سورۃ فاتحہ سے آغاز کر سکتا ہے اور اس کے بعد سورۃ البقرہ کا بھی کچھ حصہ پڑھ سکتا ہے، اس میں کچھ حرج کی بات نہیں لیکن ابتدا میں سورۃ فاتحہ کا تکرار بعض فقہاء کے نزدیک موجب سجدہ سہو ہے۔

۳۔ نماز میں سورۃ کی تلاوت شروع کرنے سے قبل بسم اللہ بلند آواز میں پڑھنا یا آہستہ پڑھنا ہر دو طریق درست اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سب کے پیچھے نماز پڑھی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی میں نے بسم اللہ بالجہر پڑھتے نہیں سنا۔ (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب حجۃ من قال لا یجھر

بالبسملۃ) نعیم بن المجمر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کی امامت میں نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ اونچی آواز میں تلاوت کی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ پھر جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی۔ جب آپ سجدہ میں جاتے تو اللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو اللّٰہُ أَکْبَرُ کہتے۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مَیں نماز کے معاملہ میں تم میں سے سب سے زیادہ آنحضرت ﷺ کی نماز سے مشابہ ہوں۔ (یعنی میری نماز حضور ﷺ کی نماز سے مشابہ ہے) (سنن نسائی کتاب الافتتاح باب قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہراً پڑھا کرتے تھے۔ (المستدرک للحاکم کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ باب التامین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (اللّٰھم اغفرہ وارحمہ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ بسم اللہ جہراً پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحبؑ جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزا آتا ہے۔ کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔‘‘

(بدر نمبر 32 جلد 11، 23/ مئی 1912ء صفحہ 3)

حضرت میاں عبد اللہ صاحب سنوریؓ روایت کرتے ہیں: ’’میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔

خاکسار [حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ] عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت ﷺ نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔‘‘

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 147، 148 روایت نمبر 154، مطبوعہ فروری 2008ء)

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ اللہ تعالیٰ کو طاق نمبر کیوں پسند ہے؟ ۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے قرآن مجید میں مذکر کا صیغہ کیوں استعمال کیا ہے؟ ۳۔ کیا یہ بات درست ہے کہ جنت میں اعلیٰ مقام والے لوگ اپنے سے کم مقام والوں کو تو مل سکیں گے، لیکن کم درجہ والے اعلیٰ درجہ والوں سے نہیں مل سکیں گے؟ ۴۔ ایک دہریہ کو کیسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر انسانوں کو معاف کر کے جنت میں لے جانا ہے؟

جواب: آپ کے پہلے سوال کا جواب تو حدیث میں بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود ایک ہے اور ایک کا ہندسہ طاق ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو طاق پسند ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب فِي أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى وَفَضْلِ مَنْ أَحْصَاهَا) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ قانون نظر آتا ہے کہ وہ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

رسول کریم ﷺ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ طاق چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ خود بھی ایک ہے اور دوسری اشیاء کے متعلق بھی وہ یہی پسند کرتا ہے کہ وہ طاق ہوں۔ چنانچہ یہ حکمت ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ مگر یہ ایک الگ اور وسیع مضمون ہے جس کو اس وقت بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام قانون قدرت میں اللہ تعالیٰ نے طاق کو قائم رکھا ہے اور اس کے ہر قانون پر طاق حاوی ہے۔ قرآن کریم کے محاوروں اور رسول کریم ﷺ کے محاوروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سات کے عدد کو تکمیل کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو سات دن میں بنایا۔ اسی طرح انسان کی روحانی ترقیات کے سات زمانے ہیں۔ پھر آسمانوں کے لیے بھی قرآن کریم میں سَبۡعَ سَمٰوٰت کے الفاظ آتے ہیں اور یہ طاق کا عدد ہے۔ تو طاق کا عدد اللہ تعالیٰ کے حضور خاص حکمت رکھتا ہے اور اس کا مظاہرہ ہم تمام قانون قدرت میں دیکھتے ہیں۔'' (روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 7/اپریل 1939ء صفحہ 5)

۲۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں مذکر اور مؤنث کے صیغے انسانوں میں جنسی فرق کرنے کے لیے بولے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور اس قسم کی تقسیم سے منزہ ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کے لیے اپنے متعلق خود کچھ باتیں بیان فرمائی ہیں لیکن وہ سب استعارہ کے رنگ میں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نہ مرد ہے اور نہ عورت اور وہ ہر قسم کی جنس سے پاک ہے۔ اسی طرح دنیا کے تقریباً تمام معاشروں میں عورت کو مرد کی نسبت کمزور سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی بعثت کے وقت عرب میں بھی یہی تصور پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں کفار کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنے لیے تو بیٹے چنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں چنی ہیں۔ یعنی وہ فرشتوں کو مؤنث کے صیغے سے پکارتے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ بہت ہی بُری تقسیم ہے جو وہ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (النجم:22، 23) یعنی کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں ہیں؟ تب تو یہ ایک بہت ناقص تقسیم ٹھہری۔ پس آغاز آفرینش سے ہی مؤنث کو کمزور اور مذکر کو اعلیٰ اور طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ عربی زبان میں بھی مذکر کا صیغہ کامل قوت اور قدرت والے پر دلالت کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ جو تمام قوتوں کا سرچشمہ اور وراء الوریٰ طاقتوں کا مالک ہے اس نے اپنے لیے وہ صیغہ استعمال فرمایا ہے جو انسانوں کی نظر میں بھی اس کی ذات کے قریب ترین قرار پاتا ہے۔ ورنہ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جو تشبیہات بیان ہوئی ہیں وہ سب استعارہ کے طور پر ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کی مصداق ہے جیسا کہ فرمایا: فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ (الشوریٰ:12) یعنی وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے ساتھی بنائے ہیں اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں اور اس طرح وہ تم کو زمین میں بڑھاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''خدا شناسی کے بارے میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے۔ یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا سنتا، جانتا، بولتا، کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کیلئے یہ بھی فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ... یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 376، 377) پھر فرمایا: ''ازل سے اور قدیم سے خدا میں دو

صفتیں ہیں۔ ایک صفت تشبیہی دوسری صفت تنزیہی۔ اور چونکہ خدا کے کلام میں دونوں صفات کا بیان کرنا ضروری تھا یعنی ایک تشبیہی صفت اور دوسری تنزیہی صفت اِس لئے خدا نے تشبیہی صفات کے اظہار کے لئے اپنے ہاتھ آنکھ محبت غضب وغیرہ صفات قرآن شریف میں بیان فرمائے اور پھر جب کہ احتمال تشبیہ کا پیدا ہوا تو بعض جگہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ کہہ دیا۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 277)

۳۔قرآن کریم میں اہل جنت اور اہل جہنم کا جہاں ذکر کیا گیا ہے، وہاں ان دونوں کے درمیان ایک روک کے حائل ہونے کا ذکر بھی کیا گیا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جنتی اور جہنمی ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے لیکن اسی جگہ پر ان کے ایک دوسرے کو دیکھ سکنے کا ذکر آیا ہے۔ جس کا بظاہر یہ مقصد نظر آتا ہے کہ تا جنتی جہنمیوں کو دیکھ کر اپنے رب کے احسانات کے شکر گزار ہوں جس نے انہیں راہ راست پر قائم رکھا اور جنت کی ان نعمتوں کا وارث بنایا۔ اور جہنمی جنتیوں کو ملنے والی نعماء کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ کر دنیا میں کیے گئے اپنے بُرے اعمال پر کف افسوس ملیں۔ چنانچہ سورۃ الاعراف آیت 41 تا 51 میں اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں تک مختلف درجات والے جنتیوں کے آپس میں ملنے جلنے کا معاملہ ہے تو قرآن وحدیث میں جنت کے مختلف مقام اور مدارج کا تو ذکر ہوا ہے لیکن جنت کے ان مختلف مقام اور مدارج میں رہنے والوں کے آپس میں ملنے جلنے میں کسی روک ٹوک کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان کے معاملہ میں ان کے پیچھے چلی ہے ہم اعلیٰ جنتوں میں ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع کر دیں گے اور ان کے باپ دادوں کے عملوں میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ (سورۃ الطور:22) اسی طرح احادیث میں بھی آیا ہے کہ جن لوگوں کے تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحم کرتے ہوئے ان کے والدین کو بھی ان بچوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما دے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ) علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنت میں مختلف مدارج پانے والے جنتیوں کی مستقل رہائش کا الگ الگ ہونا اور بات ہے اور ان مختلف مدارج والوں کا آپس میں ملنا جلنا الگ چیز ہے، جس کے بارہ میں قرآن وحدیث میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک بیان نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم نے تو جنتیوں کے متعلق ایک حقیقت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُوْنَ۔ (النحل:32) یعنی ان کے لیے ان میں وہی کچھ ہو گا جو وہ چاہیں گے۔ پھر فرمایا لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ (الزمر:35) یعنی وہ جو کچھ چاہیں گے ان کو اپنے رب کے ہاں مل جائے گا۔ پھر فرمایا وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ۔ (حٰمٓ السجدہ:32) یعنی اس (جنت) میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔ پس ان آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مختلف درجات رکھنے والے جنتی اگر اپنے کسی پیارے سے ملنا چاہیں گے تو ان کی یہ خواہش بھی جنت میں پوری ہو گی۔

۴۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو اس کی کسی غلطی پر سزا دی جائے تو وہ سزا دائمی نہیں ہوتی بلکہ ایک وقت پر وہ سزا بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جب ہم انسانوں اور ہمارے بنائے ہوئے قوانین کا یہ حال ہے تو خدا تعالیٰ جو تمام صفات حسنہ اور محامدہ طیبہ کا جامع، سب سے برتر اور تقدس کے اعلیٰ ترین مقام پر جلوہ گر ہے اور جس کا اپنی ذات کے متعلق وعدہ ہے کہ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي۔ (بخاری کتاب بدء الخلق بَاب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) یعنی یقیناً میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ اور جو ایک مہربان ماں سے بھی بہت بڑھ کر اپنے بندوں سے محبت اور پیار کرتا ہے۔ اس کے متعلق ہم کیسے یہ سوچ بھی سکتے ہیں کہ وہ انسانوں کو

ان کی غلطیوں اور گناہوں کی پاداش میں ہمیشہ کے لیے جہنم کے عذاب میں مبتلا رکھے گا۔ دوزخ تو ایک ہسپتال ہے جہاں بیماروں کا علاج کر کے ان کے شفا پا جانے کے بعد انہیں ڈِسچارج کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہنم کے متعلق اُمّ یعنی ماں کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ۔ (القارعہ:10) یعنی اس کی ماں ہاویہ ہو گی۔ اور ماں کے پیٹ میں انسان ہمیشہ کے لیے نہیں رہتا۔ بلکہ جب جنین مکمل ہو جاتا ہے تو وہاں سے دنیا میں آ جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہاویہ کو اُمّ کہنے میں یہ مطلب ہے کہ جب تک تربیت یافتہ نہ ہو ماں سے تعلق رہتا ہے۔ بعد تربیت پا لینے کے ماں سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد طول مکث کے دوزخی دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے۔'' (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 446)

اسی طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ جہنم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں کوئی آدم زاد باقی نہیں رہے گا اور ہوا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔ (کنز العمال جلد 14 حدیث نمبر 39506) پھر حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری انسان کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا جو آدمی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا وہ گرتا پڑتا اور گھسٹتا ہوا دوزخ سے اس حال میں نکلے گا کہ دوزخ کی آگ اسے جلا رہی ہو گی۔ پھر جب دوزخ سے نکل جائے گا تو دوزخ کی طرف پلٹ کر دیکھے گا اور دوزخ سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دی، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نعمت عطا فرمائی ہے کہ اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی وہ نعمت عطا نہیں فرمائی۔ پھر اس کے لیے ایک درخت بلند کیا جائے گا۔ وہ آدمی کہے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب کر دیجیے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور اس کے پھلوں سے پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم اگر میں تجھے یہ دے دوں تو پھر تو اس کے علاوہ بھی مجھ سے مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ نہیں اے میرے پروردگار۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہ مانگنے کا معاہدہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول فرمائے گا کیونکہ وہ جنت کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر اسے صبر نہ ہو گا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پھلوں کے پانی سے پیاس بجھائے گا۔ پھر اس کے لیے ایک اور درخت ظاہر کیا جائے گا جو پہلے درخت سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گا۔ وہ آدمی عرض کرے گا اے میرے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب فرما دیجئے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور اس کا پانی پیوں، اور اس کے بعد میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ فرمائے گا اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے معاہدہ نہیں کیا تھا کہ تو مجھ سے اور کوئی سوال نہیں کرے گا اور اب اگر تجھے اس درخت کے قریب پہنچا دیا تو پھر تو اور سوال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے اس بات کا وعدہ لے گا کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا، تاہم اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ معذور ہو گا کیونکہ وہ ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر وہ صبر نہ کر سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سایہ میں آرام کرے گا اور اس کا پانی پیے گا۔ پھر اسے جنت کے دروازے پر ایک درخت دکھایا جائے گا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوبصورت ہو گا۔ پس وہ آدمی کہے گا اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب فرما دیجئے تا کہ میں اس کے سایہ میں آرام کروں اور پھر اس کا پانی پیوں اور اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس آدمی سے فرمائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کرے گا۔ وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے پروردگار اب میں اس کے بعد اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا اللہ اسے معذور سمجھے گا کیونکہ وہ جنت کی ایسی ایسی نعمتیں دیکھے گا کہ جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا۔ پھر اللہ

تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا۔ جب وہ اس درخت کے قریب پہنچے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا تو وہ پھر عرض کرے گا اے میرے رب مجھے اس میں داخل کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! تیرے سوال کو کون سی چیز روک سکتی ہے کیا تو اس پر راضی ہے کہ تجھے دنیا اور اس کے ساتھ دنیا کے برابر اور دے دیا جائے؟ وہ شخص کہے گا اے میرے رب کیا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے جبکہ تو تو رب العالمین ہے؟

اس پر اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہنس پڑے اور لوگوں سے کہا کہ تم مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ بھی اسی طرح ہنسے تھے اور صحابہؓ نے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ آپ کس وجہ سے ہنسے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ رب العالمین کے ہنسنے کی وجہ سے۔ جب وہ آدمی کہے گا کہ تو رب العالمین ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کر رہا ہے تو اللہ فرمائے گا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا مگر جو چاہوں کرنے پر قادر ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان بَاب آخِرِ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا)

❁❁❁

بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ ”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم ”سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔

(الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی - جون 1967ء صفحہ 28)

وقت کی اہمیت

جو قومیں کام کرنے والی ہوتی ہیں اور جنھوں نے دُنیا کو فتح کرنا ہوتا ہے، اُن کے اعمال اور عادات دوسری قوموں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے اور وقت کی قدر کرتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں عام طور پر یہی طریق ہے کہ جو وقت کسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے ہمیشہ یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ وقت نہیں ہے۔

ہماری مثال اُس لڑکے کی سی ہے جس کے متعلق کہتے ہیں وہ جانور چرا رہا تھا کہ اسے خیال پیدا ہوا لوگوں کا تجربہ کروں۔ وہ میری آواز پر آتے ہیں یا نہیں؟ اس خیال سے اس نے کہنا شروع کیا شیر آ گیا، شیر آ گیا۔ کسی نے اِس مثال کو نظم میں لکھا ہے۔ اور پہلی جماعت کے کورس میں جو کتاب ہوتی تھی اُس میں درج تھی۔ جب اُس کی آواز پر لوگ دَوڑتے ہوئے گئے تو دیکھا وہ ہنس رہا ہے اور کوئی شیر نہیں ہے لیکن اُس سے کچھ دن بعد حقیقتاً شیر آ گیا۔ اِس پر اُس نے پھر شور مچانا شروع کیا مگر پھر کوئی نہ آیا اور شیر نے آ کر اُسے پھاڑ ڈالا۔

چونکہ ہم لوگوں کی عادت میں یہ بات داخل ہوگئی ہے کہ ہم وقت کی پابندی نہیں کرتے اِس لئے جب کہا جاتا ہے کہ فلاں وقت آنا ہے تو لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اُس وقت ضرور نہیں آنا۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے اگر ہم دُنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وقت کی پابندی کی جائے کیونکہ وقتِ معیّن پر نہ آنا سُستی پر دلالت کرتا ہے اور کامیاب ہونے والے لوگوں میں سُستی نہیں ہونی چاہئے۔ اُمید ہے کہ دوست آئندہ ہر کام میں اِس کی احتیاط کریں گے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 124-123)

❁❁❁

DIARY DOSE

26 ستمبر 2015 کو مسجد بیت الفتوح لندن سے ملحقہ کمپلیکس میں آگ لگ گئی۔ پہلے پہل تو یہ لگا کہ شاید باورچی خانہ میں کوئی بے احتیاطی ہوئی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں الارم وغیرہ بج گئے ہوں گے۔ خاکسار اس وقت محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کے ساتھ ان مقامات کی فلمنگ کرنے لندن کے ان حصوں کی طرف گیا ہوا تھا جہاں حضرت المصلح الموعودؓ نے دورۂ لندن کے دوران قیام فرمایا تھا یا خطابات ارشاد فرمائے تھے۔ ہم واپس آ ہی رہے تھے کہ میرے ایک رفیق کار قاصد معین احمد صاحب کا ٹیکسٹ میسج ملا کہ بیت الفتوح میں فائر الارم بج رہے ہیں (ہمارے ایم ٹی اے دفاتر اور سٹوڈیوز بیت الفتوح میں واقع ہیں)۔ ایسا پہلے بھی ہو چکا تھا کہ کبھی صرف ٹیسٹ کے طور پر الارم بجائے گئے ہوں اور کبھی یہ کہ باورچی خانہ سے اٹھنے والے دھویں کو آگ کا دھواں سمجھ کر الارم بول اٹھے ہوں۔ مگر پھر پیغام آیا کہ بیت الفتوح اور اس سے متصل کمپلکس اور ایم ٹی اے کے دفاتر میں موجود سب لوگوں کو کہا گیا ہے کہ بلڈنگ خالی کر دیں اور بیت الفتوح کے احاطہ سے بالکل باہر چلے جائیں کیونکہ آگ پھیل رہی ہے۔ اب معاملہ کی سنگینی اور شدت کا اندازہ ہوا۔ محترم میر صاحب کو واپس گیسٹ ہاؤس اتار کر گاڑی کا رخ بیت الفتوح کی طرف موڑا اور وہاں پہنچ کر جو کچھ دیکھا، وہ دل کو دہلا دینے والا منظر تھا۔ سیاہ و سفید دھویں کی دبیز لہریں کمپلیکس سے اٹھ کر فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ عمارت کا سامنے والا حصہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔ گاڑی جہاں تہاں کھڑی کر سکتا تھا، کھڑی کی اور دوڑ لگا کر مسجد کے سامنے موجود اپنے رفقاء کار کے ساتھ کھڑے ہو کر اس منظر کو دیکھنے لگا۔ وہاں موجود ہر فرد بے حد پریشان تھا۔ اندر دفاتر تھے، دفاتر کے ریکارڈ تھے، اور ہمارے لئے تو سب سے بڑھ کر یہ تھا کہ اندر ہماری ایم ٹی اے کی وڈیو لائبریری تھی جس میں خلفاء کرام کی ان گنت وڈیوز محفوظ تھیں۔ کئی لاکھ پاؤنڈ کا قیمتی سامان تھا جو ہمارے سٹوڈیوز میں نصب تھا۔ میرے دماغ میں میرے دفتر کا نقشہ گردش کر رہا تھا۔ آٹھ، دس سال پر محیط حضور انور کی طرف سے موصول ہونے والے، آپ کے دست مبارک سے تحریر کئے ہوئے سینکڑوں ارشادات تھے۔ حضور کا تحریر کردہ تو ہر حرف ہمارے لئے موجبِ رہنمائی ہوتا ہے، وہاں تو ایک بہت قیمتی اثاثہ تھا۔ ان بیش قیمت خطوط کی سوچ دل و دماغ پر چھپی ہوئی تھی۔ ایک آدھ دفعہ ایسا ہوا کہ دھویں کے بادل جب بلند ہوئے تو ان میں بہت سے جلے ہوئے کاغذ بھی ہوا میں تیرتے ہوئے نظر آئے۔ دل اور بھی گھبرا گیا۔ یا اللہ۔ یہ وہ خطوط نہ ہوں جن پر تیرے محبوب نے اپنے ہاتھ سے الفاظ تحریر فرمائے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو ملامت بھی کرتا رہا کیونکہ کئی بار خیال بھی آیا تھا کہ ان خطوط کو سکین کر کے محفوظ کر لیا جائے۔ کسی اور مقام پر ان کی نقول رکھ لی جائیں مگر کیسی کوتاہ اندیشی تھی۔ ہمیشہ یہی رہا کہ انشاءاللہ کبھی ضرور کریں گے۔ اس روز بہت سے سبق جو میں نے سیکھے ان میں سے ایک تو یہ تھا کہ خلیفۂ وقت کی تحریر موصول ہوتے ساتھ اس کی نقول رکھ لینی چاہئیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وقت بہت ہے۔ مگر فرد کا وقت اور قوم کا وقت دو الگ جہات ہیں۔ جہاں خدا کے فرستادہ کی بات ہو، وہاں Time and Space کا تصور بدل جاتا ہے۔ کبھی بھی فرد کے وقت کو اور ملت کے وقت کو ایک ہی دریا کے دو مساوی دھارے نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہمارا انفرادی وقت ایک سست رو دھارا ہے اور جماعت کا وقت ایک سبک خرام، ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا ہے جو پہاڑوں، چوٹیوں، میدانوں کو سر کرتا کہیں کا کہیں نکل جاتا ہے۔ ہمارا انفرادی وقت ایک اور جہت ہے اور قومی وقت ایک الگ جہت سے تعلق رکھتا ہے۔ جماعتی کام کی بات ہو تو ہمارا ضائع کیا ہوا ایک بھی لمحہ ہمیں آئندہ نسلوں کے سامنے جوابدہ کر سکتا ہے۔ اسی پچھتاوے اور ملال میں کھڑا میں اس دھویں کو دیکھتا رہا۔

اسی روز شام کو پروگرام ''راہِ ہدیٰ'' لائیو نشر ہونا تھا۔ مگر بیت الفتوح کی انتظامیہ نے بتایا کہ فائر بریگیڈ کا کہنا ہے کہ تا اطلاع ثانی اندر کوئی نہیں جا سکتا کیونکہ ابھی معلوم نہیں کہ آگ کا پھیلاؤ رک گیا ہے یا ابھی

یہ کسی اور طرف بھی رخ کر سکتا ہے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی خاکسار نے کسی لائیو پروگرام کو کینسل کرنے کے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق مشورہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ پروگرام نشر ہونے کی تو کوئی صورت نہیں، لہٰذا آج پروگرام لائیو نشر کرنے کی بجائے گزشتہ پروگرام کو مکرر نشر کر دیا جائے۔

پھر خبر ملی کہ آگ نے وڈیو لائبریری کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہ سن کر دل بیٹھ گیا۔

ابھی یہ خبر آئی ہی تھی کہ میرے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نمبر سے فون آئے تو مطلب ہوتا ہے ''فوری، ضروری''۔ فوراً فون اٹھایا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مختصر مگر جامع پیغام دیا کہ ''حضور یاد فرما رہے ہیں''۔ بلا توقف اپنی گاڑی مسجد فضل کی طرف دوڑا دی۔ اس پر بھی خدا کا شکر کیا کہ اتفاقاً گاڑی ایسی جگہ ہی کھڑی کر آیا تھا جو آمد و رفت کے ممنوعہ علاقہ سے باہر تھی۔ بے طرح دوڑتے ہوئے گاڑی تک پہنچا اور گاڑی مسجد فضل کی طرف روانہ تھی۔ ایسے موقعوں پر بھی خدا کا فضل ہی ہے کہ لندن کی بدنامِ زمانہ ٹریفک کبھی سدِ راہ نہیں بنی۔ 12 یا 15 منٹ میں خاکسار دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں موجود تھا۔

پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ حضور تو ابھی ابھی دفتر سے رہائش گاہ میں تشریف لے گئے ہیں، مگر میں اطلاع بھجوا دیتا ہوں۔ تقریباً دس منٹ بعد ہی حضور کے دفتر کے باہر نصب لائٹ روشن ہوئی، یعنی حضور دفتر میں تشریف لے آئے تھے۔ بلائے جانے پر خاکسار حاضر ہوا۔ آگے جو الفاظ تحریر کروں گا، وہ مجھے یقین ہے کہ میرے حافظہ پر جس طرح نقش ہیں، اسی طرح ارشاد فرمائے گئے تھے۔ (مفہوم اگرچہ خاکسار نے محفوظ کر لیا تھا)

ارشاد ہوا کہ ''کیا بات ہے؟ بڑے گھبرائے ہوئے لگ رہے ہو؟''

عرض کی کہ حضور آگ پھیلتے پھیلتے ہماری لائبریری کو بھی جلا گئی۔

''تو کیا ہوا؟ اس طرح کے واقعات سے جماعتوں کے کام نہیں رک جاتے!''

افسردگی کے ساتھ عرض کی کہ حضور اس میں خلفاء کے پروگرام تھے، اس آرکائیو میں سب جل گئے ہوں گے۔

فرمایا ''حضرت مسیح موعودؑ کی آواز ریکارڈ ہوئی تھی گراموفون پر۔ پتہ ہے نا؟ وہ بھی ضائع ہو گئی تھی۔ اس سے قیمتی کیا ہو سکتا تھا؟ اس کے ضائع ہو جانے سے جماعت کے کام رکے تو نہیں! کام تو چلتے چلے گئے ہیں! کہ نہیں؟''

عرض کی کہ جی حضور، بالکل ایسا ہی ہے۔ وہاں یہ مجال بھی کسے ہوتی ہے کہ اسقدر ہی کہہ سکے کہ حضور، اس طرف تو توجہ گئی ہی نہیں۔ ہم نادان تو سوگ کی کیفیت میں کھڑے تھے۔

''تمہیں آگ بجھانی آتی ہے؟''

''جی نہیں، حضور!''

''وہاں وہ تمہیں اندر جانے دیتے؟ آگ بجھانے کے لئے؟''

''جی نہیں، حضور!''

''پھر تمہیں چاہیے تھا کہ فوراً یہاں مسجد فضل آتے اور یہاں کے سٹوڈیو کو تیار کرتے۔ تم سب ایم ٹی اے والوں کو یہاں جمع ہو جانا چاہیے تھا اور دیکھنا چاہیے تھا اب ان حالات میں کیا کیا جائے کہ نشریات میں کسی طرح کا تعطل نہ ہو''

ایسے میں ندامت سے جو حالت ہوئی ہو گی، وہ نہ تو بیان کی جا سکتی ہے اور شاید بیان کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ سبھی تھوڑا بہت اندازہ تو کر ہی سکتے ہیں۔ خاکسار نے حضور سے معذرت چاہی۔ ساتھ ہی ارشاد ہوا

''اب یہاں بیٹھو اور ایم ٹی اے پر دینے کے لئے نیوز bulletin تیار کرو۔ لیکن تم نے تو شاید کچھ کھایا ہوا بھی نہیں ہے۔ شکل سے پتہ چل رہا ہے۔ بھوکے پیاسے ہو۔ پہلے باہر جاؤ، کچھ کھاؤ پھر یہ تیار کر کے واپس لاؤ''

خاکسار باہر آیا۔ حضور کے لئے محبت سے دل سرشار ہو رہا تھا۔ ایسے میں بھی اس ادنیٰ، نالائق اور نااہل غلام کی بھوک کا خیال فرمایا۔ ایسا بادشاہ دنیا میں کس نے دیکھا ہو گا کہ اپنے ایک ادنیٰ چاکر کی بھوک کا بھی

خیال کرے، وہ بھی ایسی ہنگامی حالت میں۔ اس بادشاہ کو تو کروڑوں لوگوں کی بھوک اور پیاس کا احساس رہتا ہے۔ عام بھوک بھی اور روحانی پیاس بھی۔ جی چاہا کہ سب کچھ حضور پر قربان کر دوں۔ مگر کیا قربان کروں؟ سبھی کچھ اللہ کے فضل سے آپ ہی کا دیا ہوا تو ہے۔

ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے سامنے ہی پڑے ہوئے بسکٹ کھائے۔

اور خبر تیار کرنے لگا۔ خبر میں دینے کے لئے حقائق کی باوثوق ذرائع سے تصدیق ضروری تھی۔ آگ کب لگی، کہاں تک پھیلی، ابھی بھی پھیل رہی ہے یا کس حد تک قابو پالیا گیا ہے وغیرہ۔ یہ اطلاعات حاصل کر کے خاکسار نے ایک خبر تیار کی جو ایم ٹی اے پر پڑھی جانی تھی۔ دنیا بھر کے معتبر اخباری چینل اس آگ کی خبر نشر کر رہے تھے۔ دنیا بھر کے احمدی تشویش کا شکار تھے۔ حضور انور کے پیش نظر یہی تشویش ہوگی کہ جس کے باعث حضور نے خود اپنی نگرانی میں خبر تیار کروائی۔

خبر تیار ہو جانے پر خاکسار خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور نے خبر کے متن کا بغور مطالعہ فرمایا۔ خود بھی ایک فون کیا اور تازہ ترین صورتحال کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ پھر خبر کے متن کی منظوری دینے سے قبل ایک درستگی فرمائی۔ خبر میں لکھا تھا کہ ''لندن فائر بریگیڈ کے بیان کے مطابق آگ پر قابو پالیا گیا ہے، اور اب آگ کو بجھانے کی کوشش کی جارہی ہے''۔

حضور نے تصحیح فرماتے ہوئے اس جملہ سے قبل اضافہ فرمایا ''اللہ کے فضل سے۔۔۔''

ساتھ ہی فرمایا کہ '' خود انہوں نے کیا قابو پانا تھا۔۔۔''

پھر حضور انور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ پروگرام ''راہِ ہدیٰ'' لائیو نہیں ہو رہا بلکہ گزشتہ پروگرام مکرر نشر کیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ''پروگرام لائیو ہوگا۔ ابھی ابھی یہاں کا سٹوڈیو تیار کرواؤ اور پروگرام کی تیاری کرو۔ جماعت کا کوئی کام چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں رک جاتا''۔

عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہم ہنگامی صورتحال سمجھ کر بیٹھے ہوئے ہیں، سب پریشان ہیں۔ مگر خلیفۂ وقت کا ہر ہر حرف، ہر عمل، ہر اشارہ زبانِ حال سے بتا رہا ہے کہ خلیفہ خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ تبھی تو اس کی نظر افق سے بھی آگے تک دیکھتی ہے۔ ہمیں افق پر آگ کا دھواں نظر آرہا ہے۔ اس سے آگے نظر دھندلا رہی ہے۔ گھبراہٹ طاری ہے۔ مگر خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کی نظر افق پر پھیلے دھویں کے بادلوں سے بہت آگے دیکھ رہی ہے۔ انگریزی میں smoke screen کی اصطلاح ایسے اعمال یا ایسی باتوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جس کے پیچھے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی جائے۔ دنیا ہر طرح کی smoke screen کے ذریعہ، یہاں تک کہ لفظی و معنوی اعتبار سے بھی، ہماری نظر کو حقائق سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ ہم کوتاہ بین اس سے آگے دیکھ بھی نہیں سکتے اگر وہ دیدۂ بینا میسر نہ ہو کہ جس کا نام قرآن کریم نے خلافت رکھا اور جسے آنحضرت ﷺ نے ڈھال قرار دیا اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں یہ بشارت دی کہ یہ نعمت ہمیشہ تم میں رہے گی کہ تمہاری حفاظت کرے، تمہیں وہاں کی خبر دے جہاں تک تمہاری آنکھ نہیں دیکھتی، تمہیں ہوش دے گی، عقل دے گی، شعور دے گی اور ہر وہ چیز دے گی جو خیر کے ضمرہ میں آتی ہے۔ قرآن کریم نے تو حتمی فیصلہ فرمادیا ہے کہ تمہاری آنکھ خدا تک نہیں پہنچتی، مگر وہ آنکھوں تک پہنچتا ہے۔ مگر خلافت تمہاری آنکھوں کو ایسا بنادے گی کہ وہ خدا کی تجلی کو جذب کرنے کے قابل ہو سکیں۔

ایم ٹی اے پر وہ خبر بھی نشر ہوگئی۔ اس روز ''راہِ ہدیٰ'' بھی براہِ راست نشر ہوگیا۔ پروگرام میں لائیو کال کی سہولت ہوتی ہی ہے۔ اس روز تو ہر دوسرے کالر نے پروگرام میں نہ سہی مگر آف لائن آگ کے بارہ میں تشویش ظاہر کی۔ پروگرام کے آخر میں خبر کا متن دوبارہ سنا دیا گیا اور تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کر دیا گیا۔

پروگرام کے اختتام پر خاکسار اوپر سٹوڈیو سے نیچے آیا کہ جا کر حضور کی خدمت میں اطلاع بھیج دوں کہ پروگرام بخیریت نشر ہوگیا اور کسی بھی قسم کی دقت نہیں ہوئی۔ مگر نیچے اترا تو معلوم ہوا کہ بیرون ملک سے آیا ہوا کوئی وفد حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کر رہا ہے۔ یہ ملاقات محمود ہال میں ہو رہی تھی۔ مغرب کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ خاکسار محمود ہال

کے اس دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا جہاں سے توقع تھی کہ حضور انور مسجد میں تشریف لے جائیں گے۔ آڈیو سسٹم پر حضور کی آواز اور سامعین کی آوازیں باہر تک آ رہی تھیں۔ ان اطفال اور خدام نے جی بھر کے حضور کی خدمت میں بیٹھنے کا موقع حاصل کیا۔ سوالات پوچھے۔ حضور نے جوابات عطا فرمائے۔ ان کے مسائل سنے، رہنمائی فرمائی، ہدایات سے نوازا۔ ان سے ہلکی پھلکی گفتگو بھی کی۔ وہ سب حضور کی گفتگو سے مستفید بھی ہوتے رہے اور محظوظ بھی۔ کہیں مجلس پر افسردگی یا رنج و ملال کا شائبہ تک محسوس نہ ہوا۔ یقیناً حضور کے دل میں یہ تڑپ تو ہو گی کہ جلد معلوم ہو کہ آگ کے حوالہ سے تازہ ترین صورتحال کیا ہے، مگر یہ وہی شخص تو تھا جس نے ابھی کچھ دیر پہلے ساری خبر پڑھ کر یہ الفاظ درج کئے تھے کہ ”اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔۔۔“۔ پس خدا کا خلیفہ تو اللہ کے فضلوں پر نظر رکھے ہوئے، مزید فضلوں کا امیدوار تھا۔ بھلا توکل کے اسقدر بلند معیار پر فائز مردِ خدا کے پیچھے چلنے والی جماعت کیونکر کمزور ہو سکتی ہے۔ حضور کا یہ توکل ہمارے لئے ایک بے مثال نمونہ ہے۔ پھر اگلے خطبہ میں حضور نے پورے واقعہ پر روشنی ڈالی، جماعت کو تسلی دی اور اس توکل کی طرف کھینچ لائے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھا ہے۔ اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کی تلقین فرمائی اور اپنی نگاہ ہمیشہ اونچی رکھنے کی تعلیم سے نوازا۔۔ ❁❁❁

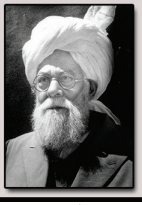

فتاویٰ مصلح موعودؓ

لڑکی کو لڑکا منتخب کرنے کا حق دینا چاہئے

نکاح کا معاملہ انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے اور شائد جس قدر دنیوی معاملات ہیں ان سب سے زیادہ اس کا تعلق انسان سے ہے لیکن یہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ وہ معاملات جن کا انسانی زندگی سے کم تعلق ہوتا ہے ان کو تو انسان لوگوں کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور جس کا زیادہ تعلق ہے اسے اپنے ہاتھ میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ ایک کپڑا چھ مہینے نہیں، سال نہیں، دو سال، دو سال نہیں، تین سال، تین سال نہیں چار سال، چار سال نہیں پانچ سال چلتا ہے اور پھر پھٹ جاتا ہے مگر ماں باپ کپڑے کے متعلق تو لڑکے لڑکی کو اجازت دے دیں گے بلکہ پسند کریں گے کہ لڑکا لڑکی کپڑا خود پسند کر لے۔ حالانکہ اس کے انتخاب پر ان کی زندگی کا مدار نہیں ہوتا۔ مگر وہ بات جس میں ان کی پسندیدگی اور رضامندی کے بغیر غرض پوری نہیں ہو سکتی اس میں اجازت نہیں دیتے اور وہ بیاہ شادی کا معاملہ ہے۔ شادی ساری عمر کا تعلق ہوتا ہے اگر لڑکے لڑکی کا مزاج نہ ملے ایک دوسرے کو پسند نہ کرے ان کے تعلقات عمدہ نہ ہوں تو ان کی ساری عمر تباہ ہو جاتی ہے۔ (خطبات محمود جلد ۳ صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲)

گوشۂ ادب

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ (زمانہ طالبعلمی کی ایک نظم)

عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا
احمدؐ کو خاک میں نہ سلاتے تو خوب تھا
زندہ خدا سے دل کو لگاتے تو خوب تھا
مردہ بتوں سے جان چھڑاتے تو خوب تھا
قصے کہانیاں نہ سناتے تو خوب تھا
زندہ نشان کوئی دکھاتے تو خوب تھا
اپنے تئیں جو آپ ہی مسلم کہا تو کیا
مسلم بنا کے خود کو دکھاتے تو خوب تھا
تبلیغ دین میں جو لگا دیتے زندگی
بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا
دنیا کی کھیل کود میں ناصر پڑے ہو کیوں
یاد خدا میں دل کو لگاتے تو خوب تھا

His Holiness (aba) said that if these three days have been arranged for prayers, only to return to our previous states and forget about the true purpose of la ilaha illallah, then remember that Allah knows the conditions of our hearts and intentions. If these days are being established for the sake of attaining the pleasure of Allah, then it should be with the oath that they will bring about a lasting change in our lives. In this case, Allah the Almighty will manifest His special help and grace in order to free us from the cruelties being imposed by the enemies. His Holiness (aba) also reminded that he also said this would happen only when every member of the Community reformed their condition. Hence, it should be remembered that if this does not become the case, then those holding these programmes should not then complain that God forbid, God did not hear their prayers. In fact, God informed the Promised Messiah (as) that he would aid him with His special help and grace. If we make God our true and only desire, purpose and the Only One we worship, then this revolution can come about even sooner. Therefore we must vow to permanently change our conditions. The Holy Prophet (sa) said that the last ten days of Ramadan are for salvation from the fire as he also said that one who proclaims that there is no god but Allah. This clearly indicates to us that none of this can be achieved without true and sincere actions. Our every action should reflect la ilaha illallah. His Holiness prayed that may Allah the Almighty enable us to live our lives in this manner.

His Holiness (aba) also urged prayers for the general state of the world, that may Allah have mercy and bestow His blessings upon humanity... .

***

MISHKAT ARCHIVES

1981 1982 1983

دوماہی مشکوٰۃ جنوری، فروری

1987

verbal claims and the hearts not reflecting their words. This means that if one claims with their words that they believe in the unity of God and in the Holy Prophet (sa) and His Messenger, it will be of no benefit to them until their hearts proclaim the same thing and they will not attain salvation until they bring this claim into practice. An oath will render no benefit without action. People can be fooled, however God cannot be deceived. Therefore, a person's actions must be sincere, and that sincerity can be derived from a true understanding of la ilaha illallah.

One Cannot Enter Paradise from the Mere Utterance of the Creed

His Holiness (aba) continued quoting the Promised Messiah (as) who said that if all that was required was the mere utterance of la ilaha illallah was enough to enter a person into Paradise, then there would be no need for action and God forbid, the Shariah would be in vain. However this is not the case. Rather, without action and implementation, one cannot enter Paradise. Until one embodies the requirements associated with la ilaha illallah they will not achieve success in any form. Furthermore, if one accepts that all difficulties are for the sake of God and that He aids His servants, then nothing would worry them or cause them anguish because of their trust and belief in God. This was the very method adopted by the Companions.

Eradicating the Subtle Forms of Shirk

His Holiness (aba) continued quoting the Promised Messiah (as) who said that it is not enough to simply avoid worshipping idols. In fact, there are other hidden forms of worshipping things. The Holy Qur'an points out that one can unknowingly worship their own desires. La ilaha illallah refutes not only idols, but all other forms of worship and things which people may associate as equal with God, whether they be hidden or apparent. For example, one who depends solely on apparent means commits shirk as well. There are also those who deem themselves to be so learned and educated that their thoughts and ideas become the object of their worship. Such things cannot be eradicated without the grace of God. True bravery is to avoid all forms of associating partners with God and turning only to Allah the Almighty.

His Holiness (aba) further quoted the Promised Messiah (as) who said that the members of his community proclaim their belief in the unity of God, yet they do not have true belief. Those who usurp the rights of others, are unjust or do not avoid other ills cannot be deemed as a believer in the unity of God, for one who holds this belief certainly brings a positive change about within themselves. It is only when the inner idols of pride, arrogance, enmity, jealousy, hatred, hypocrisy, dishonesty etc. are eradicated that one can truly be a believer in the unity of God.

His Holiness (aba) said that during the month of Ramadan, we should strive to eliminate these inner idols so that we may be among those who truly believe in la ilaha illallah.

His Holiness (aba) prayed that in the remaining days of Ramadan, may we be those who cleanse ourselves of these inner impurities through effort and prayer. May we remain safe from every type of hidden shirk and eradicate all forms of idols. May God be the Only One we worship, our only desire, and beloved. May we understand the reality of la ilaha illallah and when we proclaim that Muhammad (sa) is the Messenger of Allah, then may we keep his pristine example before us. All of this cannot be achieved without the grace of God, for which we must strive physically and spiritually.

True Significance of the Night of Destiny

His Holiness (aba) said that in the last ten days of Ramadan we speak of the Night of Destiny – this can only be achieved when our every word and action is devoted to God and this is the case for the remainder of our lives. This is the true and everlasting sign of having attained the Night of Destiny. The true sign of having attained the Night of Destiny is the impact and change it brings about in a person's heart. Other signs of seeing light, hearing rain or smelling a sweet fragrance are all temporary, whereas a revolution in the heart is a permanent manifestation of the Night of Destiny.

His Holiness (aba) that in some places, arrangements have been made for special prayers for three days in light of his previous statement that if we were to all collectively pray for three days then God's special grace would manifest.

True Help Can Only Be Sought From Allah

His Holiness (aba) continued quoting the Promised Messiah (as) who said that Allah the Almighty is the only one who can and has the ability to render help, and so He is the only one who should be turned to. It is stated in the Holy Qur'an:

'Thee Alone do we worship and Thee Alone do we implore for help'.

Thus, He is the only one we can seek help from and He is the only one who truly has the power to render help. Hence, one must adhere to the commandments of God and His Messenger (sa). Doing so is known as following the 'right path', which of course cannot be achieved without la ilaha illallah.

His Holiness (aba) further quoted the Promised Messiah (as) who said that God did not merely claim that there is no god but Him, rather he presented all the necessary proofs and arguments before making this claim, so that it was clear and irrefutable. The grandeur of God's unity and la ilaha illallah was witnessed during the Conquest of Makkah. When the Holy Prophet (sa) asked Abu Sufyan, that had he not realised the superiority of la ilaha illallah, Abu Sufyan replied saying that he surely had, for if any of their idols possessed any divinity, they would have helped them by now.

Experiencing the Heavenly Garden in this Life

His Holiness (aba) continued quoting the Promised Messiah (as) who said that one cannot attain salvation from someone else's demise, rather true salvation can only be achieved through la ilaha illallah. It is not only enough to proclaim this, rather one must completely understand it and live their lives in accordance with it. Then, when God's unity overtakes a person's heart, they begin living and experiencing the heavenly garden in this very life. The meaning of la ilaha illallah according to the dictionary is, 'I have no desire, no beloved, no one to worship, no one to follow other than Allah'. When such a condition arises, then one begins to experience Paradise in this world.

His Holiness (aba) further quoted the Promised Messiah (as) who said that God has given many commandments, some of which are conditional. For example, Hajj can only be undertaken when all the requisite conditions are met. The same is the case with Zakat and it is compulsory only for those who meet the required conditions. There are also instances where the daily prayers can take on a different form, such as being combined or shortened due to travel. However, the commandment of la ilaha illallah is not a conditional one, rather it is universal. Everything else falls under this commandment – if one does not worship to a high standard then they cannot have complete faith in la ilaha illallah. If one proclaims God's unity, then they must prove it through their actions by acting upon and fulfilling God's commandments and teachings. Hence 'There is no god but Allah' is the overarching principle and commandment, and 'Muhammad (sa) is the Messenger of Allah' is the example of how to follow and implement la ilaha illallah.

Giving Preference to One's Faith Over the World

His Holiness (aba) continued quoting the Promised Messiah (as) who said that life is not guaranteed and can slip away at any time. Therefore, one should not think that they have ample time, rather they should immediately turn to God and His worship. One should analyse everyday, the degree to which they fulfil the conditions and requirements associated with la ilaha illallah. It is necessary to give precedence to the faith over worldly matters. The attainment of worldly things should not be one's purpose, instead by giving precedence to faith, one's worldly endeavours also fall under the faith. The Companions also partook of the world, yet they did so without compromising their faith, their beliefs or their worship. Until la ilaha illallah does not overtake every fibre of one's being they cannot attain true success at any level.

His Holiness (aba) further quoted the Promised Messiah (as) who said that one who reads the Holy Qur'an is fully aware of the fact that God does not like mere verbal claims. Such claims cannot bring about any sort of change or betterment. There came a time upon the Jewish people who made mere claims, but had evil thoughts and ideas in their hearts and minds. It was thus that God sent various calamities upon them. Did they not believe in the Torah and the prophets? Of course they did. However, God was not pleased by mere

Summary of the Friday Sermon delivered by Hadrat Khalifa-tul-Masih V (May Allah be his Helper)on 14th April 2023

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) said that La ilaha illallah – There is no god but Allah – is the basis of the unity of God.

His Holiness (aba) said that the Holy Prophet (sa) said that Allah has ordained for such a person to be forbidden from entering the fire who recites this for the sake of attaining God's pleasure. When one proclaims that there is no god but Allah solely for the sake of God and being entirely devoted to Him, in turn attains the blessings of God. This indeed is the same teaching brought by all prophets. Yet, unfortunately, it is the people of those very prophets who have forgotten these teachings and turned them into a means of associating partners with God.

An Intercession on the Day of Judgement

His Holiness (aba) said that we are fortunate to have accepted the teachings which completely safeguards against associating partners with God and also enables us to attain success in this life as well as the next. One who follows the teachings of the Holy Prophet (sa) and proclaims the Unity of God solely for the sake of God's pleasure then they will surely attain blessings and will be those who receive the intercession of the Holy Prophet (sa) on the Day of Judgement. In fact, the Holy Prophet (sa) himself said that one who sincerely proclaims la ilaha illallah will be deserving of his intercession on the Day of Judgement.

His Holiness (aba) said that the Holy Prophet (sa) was the Seal of Prophets and God also gave him the ability to be an intercessor. Believing in the Holy Prophet (sa) is in fact a tenet of faith, and the true proclamation of God's unity cannot be bereft of belief in the Holy Prophet (sa) and the belief that he is the Seal of Prophets. The Holy Prophet (sa) taught us how to be free from and safeguard against associating partners with God. Regrettably, there are those among his people and nation who succumb to various forms of the hidden shirk (association of partners with God). Where we are taught of the deeper meanings of la ilaha illallah, we are also taught about the esteemed rank of the Holy Prophet (sa).

His Holiness (aba) said that he would present various quotations of the Promised Messiah (as) on this very topic.

Three Signs of the Complete Faith

His Holiness (aba) quoted the Promised Messiah (as) who said that God Himself explained His proclamation of having completed Islam as the perfect and complete religion; God presented three conditions and signs:

'whose root is firm'

'whose branches reach into heaven'

'It brings forth its fruit at all times'

(The Holy Qur'an, 14:25-26)

Regarding the first sign, the Promised Messiah (as) said that this refers to la ilaha illallah. For example, God Almighty states:

'Verily, in the creation of the heavens and the earth and in the alternation of night and day, and in the ships which sail in the sea with that which profits men, and in the water which Allah sends down from the sky and quickens therewith the earth after its death and scatters therein all kinds of beasts, and in the change of the winds, and the clouds pressed into service between the heaven and the earth — are indeed Signs for the people who understand.' (The Holy Qur'an, 2:165)

In this verse, God Almighty has proven the fact that there is no god but Allah through the law of nature, which clearly points towards the fact that there is a single Creator and Intelligent Designer who set this law of nature in motion. A glance at the world makes it clear that it could not have come about on its own, rather it clearly indicates that this world has a Creator who must be Gracious, Merciful, All-Powerful, One Without Any Partner, Everlasting, an Intelligent Designer, the Culmination of All Attributes, and One Who Sends Revelation. Hence, la ilaha illallah firmly implants within the heart that God is the Ultimate Creator who created the entire universe and as such we must turn to Him for all our needs. Such a level of faith ensures that one cannot fall into shirk.

ہفتہ اطفال مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ اُڈیشہ

وقار عمل قبرستان-مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کشمیر

ناصر آباد کشمیر میں کرکٹ میچ کے بعد تقریب تقسیم انعامات

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-46/2021-23
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: K. Tariq Ahmad
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Syed Abdul Hadee +91-9915557537

Volume 7 June 2023 CE Issue 06

Published on 14th September 2023

ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے اور جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے انہوں نے دَم نہ مارا۔ ان کے بچے ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ آگ اور پانی کے ذریعہ سے عذاب دیئے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں۔ ... ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جان نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اُس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۰)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik